عقائد نسفی
محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری
مکتبہ اہلسنت

نام کتاب	عقائد نسفی
نام مصنف	نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی رحمہ اللہ
ترجمہ وتشریح	حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی
کل صفحات	80
زیر اہتمام	محمد بشیر امتیاز
ہدیہ	

ملنے کا پتہ

مکتبہ اہل سنت

دوست دکان نمبر ۳ مکہ سنٹر اردو بازار

بالمقابل تھانہ لوئر مال

لاہور

0345-2011235

حرف اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل سنت و جماعت کے عقائد قرآن و سنت سے ثابت اور مستنبط ہیں۔ صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، تابعین اور تبع تابعین سے لے کر آج تک امت مسلمہ ان پر عمل پیرا ہے۔

لیکن کچھ ایسے فرقے پیدا ہوئے جنہوں نے اہل سنت کے عقائد یعنی اسلامی عقائد سے منہ پھیرتے ہوئے اپنی مرضی کے عقائد گھڑ لئے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

لیکن الحمدللہ! ہر دور میں علمائے حق نے ان باطل نظریات کا رد کر کے امت مسلمہ کو گمراہی کے دلدل میں پھنسنے سے بچایا اور احقاق حق کا فریضہ ادا کیا۔

حضرت امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفی سمرقندی رحمہ اللہ ان ہی مقتدر شخصیات میں سے ایک ہیں آپ نے ایک مختصر مگر جامع رسالہ مبارکہ "عقائد نسفی" لکھ کر اہل سنت کے عقائد کو واضح کیا۔

جس کی بہترین شرح "شرح عقائد" کے نام سے علامہ سعد الدین تفتازانی نے لکھی جو مدارس دینیہ میں پڑھائی جاتی ہے۔

تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان نے طالبات درجہ عالیہ (سال اول) کے نصاب میں "عقائد نسفی" کو شامل کیا ہے۔

چونکہ یہ کتاب نہایت مختصر اور مجمل ہے اور معلمات کے لئے اس کا پڑھانا بھی مشکل تھا اس لئے راقم نے اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح جس میں شرح عقائد سے استفادہ

کیا گیا مرتب کر دی ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب جس طرح طالبات کے لئے بطور نصاب مفید ہوگی تمام مسلمانوں کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوگی۔

بلکہ اگر تنظیم المدارس کے ارباب حل وعقد مناسب سمجھیں تو طلباء کے لئے بھی شرح عقائد سے پہلے کسی درجہ مثلاً ثانویہ خاصہ کے نصاب میں شامل کر لیں تو اس کے اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کے افادہ و استفادہ کو عام فرمائے اور راقم کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری

خادم الحدیث

جامعہ ہجویریہ مرکز معارف اولیاء

دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش لاہور

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ

۱۱ مارچ ۲۰۱۳ء

حالات زندگی

نجم الدین عمر بن محمد النسفی

(مصنف: عقائد نسفی)

ابتدائی زندگی:

نخشب ماوراء النہر کا مردم خیز شہر ہے۔ عرب اس کو نسف کہتے ہیں۔ یہیں ۴۶۱ھ/۱۰۶۸ء میں عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن علی بن لقمان پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابو حفص، لقب نجم الدین اور صفت نسبتی نسفی اور سمرقندی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ نسفی نے حدیث و فقہ وغیرہ کی تحصیل کے لیے ساڑھے پانچ سو شیوخ کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا۔ ان کے شیوخ میں صدر الاسلام محمد بن محمد بن الحسین البزدوی (م ۴۹۳ھ) عطا بن حمزہ السغدی، قاضی ابو علی الحسن بن عبد الملک حنفی اور ابو محمد اسماعیل بن محمد النوحی النسفی جیسے حضرات شامل ہیں۔

علمی سفر:

نجم الدین نسفی نے ماوراء النہر، عراق اور حجاز کا سفر کیا اور ان علاقوں کے اہم شہروں میں قیام کیا۔ مکہ معظمہ گئے تو اس زمانے میں علامہ جار اللہ زمخشری (م ۵۳۸ھ) وہاں مقیم تھے۔ نسفی ان سے ملاقات کرنے گئے۔ مکان پر جا کر دستک دی۔ آواز آئی۔

من هذا؟ (کون)

نسفی نے کہا "عمر"

زمخشری نے کہا "انصرف" (واپس چلے جاؤ)

نسفی کی شوخ طبیعت کو گدگدائی اور انہوں نے جواب میں کہا" عمر لا
ینصرف" (عمر غیر منصرف ہے)
زمخشری آنے والے کی لیاقت تاڑ گئے اور بولے:
"اذا النکر ینصرف" (نکرہ ہو تو منصرف ہوتا ہے)

تدریس:

نسفی سر آمد روزگار علماء میں سے تھے اور طلبہ جوق در جوق ان سے رجوع کرتے تھے ان سے بلا مبالغہ سینکڑوں افراد نے تعلیم پائی۔ تذکرہ نگار تو یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کے بعض اساتذہ بھی علمی معاملات میں ان سے مشورہ کرتے تھے۔ ان کے معروف ترین شاگرد صاحب ہدایہ علامہ برہان الدین ابو الحسن مرغینانی ہیں۔

وفات:

نسفی نے جمادی الاولیٰ ۵۳۷ھ / ۱۳ دسمبر ۱۱۴۲ء کو سمر قند میں انتقال کیا۔

اولاد:

ان کی اولاد میں صرف ایک بیٹے کا نام ملتا ہے جو باپ کی طرح صاحب علم و فضل اور علمی روایت کے امین تھے۔

تصانیف:

نسفی کثیر التصانیف عالم تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تاریخ اور ادب کے موضوعات پر کتابیں لکھیں۔ ان کی کتابوں کی تعداد سو اسو تھی مگر ان میں سے بہت کم ملتی ہیں عقائد النسفی (کتاب التوحید والعقائد) عقائد پر مختصر رسالہ ہے لیکن اسے جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس لحاظ سے بہت کم کتابیں اس کا مقابلہ کر سکتی ہیں اس کی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں اور پھر ان شرحوں پر حواشی لکھے گئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ:

(۱) قال اهل الحق: حقائق الاشياء ثابتة، والعلم بها متحقق خلافا للسوفسطائية.

ترجمہ: اہل حق فرماتے ہیں کہ تمام اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں اور ان کے بارے میں علم بھی ثابت ہے اس میں سوفسطائیہ کا اختلاف ہے۔

(۲) واسباب العلم للخلق ثلاثة: الحواس السليمة، والخبر الصادق، والعقل.

ترجمہ: مخلوق کے لئے علم کے اسباب تین ہیں۔

(۱) سلامت حواس (۲) سچی خبر (۳) عقل

(۳) فالحواس خمس: السمع، والبصر، والشم، والذوق، واللمس، وبكل حاسة منها يوقف على ما وضعت هي له.

ترجمہ: حواس پانچ ہیں: سننے، دیکھنے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی طاقت ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اسی چیز کی واقفیت حاصل ہوتی ہے جس کے لئے اسے بنایا گیا۔

(۴) والخبر الصادق على نوعين احدهما الخبر المتواتر، وهو الخبر الثابت على السنة قوم لا يتصور تواطؤهم، على الكذب، وهو موجب للعلم الضروری، كالعلم بالملوك الخالية فی الازمنة الماضية والبلدان النائية.

ترجمہ: سچی خبر کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک خبر متواتر ہے۔ اور یہ خبر وہ ہے جو اتنی بڑی جماعت کی زبانوں پر جاری ہو جن کے جھوٹ پر متفق ہونے کا تصور نہ ہو سکے۔ اس

ترجمہ: عالم (لام پر فتح) اپنے تمام اجزاء کے ساتھ حادث ہے کیونکہ عالم (کائنات) یعنی کائنات یا تو اعیان ہیں یا اعراض، اعیان وہ چیز جو خود بخود قائم ہو اور وہ یا تو مرکب ہوگی یا غیر مرکب جس طرح جوہر۔ وہ (جوہر) ایسی جز کو کہتے ہیں جس کی کوئی جز نہ ہو۔ اور عرض وہ چیز ہے جو خود بخود قائم نہ ہو (دوسروں کے ساتھ قائم ہو) اعراض جسموں اور جواہر میں موجود ہوتے ہیں۔ جیسے رنگ، اکوان (جمع ہونا، جدا ہونا، حرکت اور سکون) ذائقے اور خوشبوئیں یا بدبو۔

(۱۰) والمحدث للعالم هو الله تعالى، الواحد، القديم، الحي، القادر، العليم، السميع، البصير، الشائي، المريد، ليس بعرض، ولا جسم، ولا جوهر، ولا مصور، ولا محدود، ولا معدود، ولا متبعض، ولا متجزء، ولا متناه، ولا يوصف بالماهية، ولا بالكيفية، ولا يتمكن في مكان، ولا يجري عليه زمان، ولا يشبهه شيء، ولا يخرج عن علمه وقدرته شئي۔

ترجمہ: عالم (کائنات) کو وجود میں لانے والا اللہ تعالیٰ ہے وہ ایک ہے، قدیم ہے، زندہ ہے، قادر ہے، علم والا، سننے والا، دیکھنے والا، چاہنے والا اور ارادہ کرنے والا ہے۔ وہ نہ عرض ہے، نہ جسم نہ جوہر نہ شکل وصورت والا نہ کسی حد میں ہے نہ شمار میں، نہ اس کا کوئی ٹکڑا ہے نہ جز، نہ اس کی کوئی انتہاء ہے نہ وہ ماہیت کے ساتھ موصوف ہے نہ کیفیت کے ساتھ۔ نہ وہ کسی مکان میں ہے اور نہ اس پر زمانہ جاری ہوتا ہے کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور کوئی چیز اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں (وہ سب کو جانتا اور سب پر قادر ہے)

(۱۱) وله صفات ازلية قائمة بذاته، وهي لا هو ولا غيره.

ترجمہ: اس کے لئے صفات ازلیہ ہیں جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں یہ صفات نہ تو اس کی عین ہیں نہ غیر۔

(۱۲) وهي العلم، والقدرة، والحياة، والقوة، والسمع، والبصر، والإرادة، والمشيئة، والفعل، والتخليق، والترزيق، والكلام.

ترجمہ: اور علم (صفات) علم، قدرت، حیات، قوت، سمع (سننا) بصر (دیکھنا)، ارادہ مشیت (چاہنا)، فعل تخلیق (پیدا کرنا)، ترزیق (رزق دینا) اور کلام ہیں۔

(۱۳) وهو متكلم بكلام هو صفة له، ازلية، ليس من جنس الحروف والاصوات، وهو صفة منافية للسكوت والآفة، والله تعالى متكلم بها آمر ناه مخبر.

ترجمہ: اور وہ (اللہ تعالیٰ) ایسے کلام کے ساتھ متکلم ہے جو اس کی صفت ازلی ہے وہ حروف اور آوازوں کی جنس سے نہیں یہ صفات خاموشی اور آفت کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ اسی (صفت) کے ساتھ کلام کرنے والا حکم دینے والا منع کرنے والا اور خبر دینے والا ہے۔

(۱۴) والقرآن كلام الله تعالى غير مخلوق، وهو مكتوب في مصاحفنا، محفوظ في قلوبنا، مقروء بالسنتنا، مسموع، بآذاننا، غير حال فيها.

ترجمہ: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے وہ ہمارے مصاحف (کتابی شکل میں) لکھا ہوا ہے اور ہمارے دلوں میں محفوظ ہے ہماری زبانوں سے پڑھا جاتا ہے اور ہمارے کانوں سے سنا جاتا ہے۔ (لیکن) وہ ان (اعضاء) میں حلول کرنے والا (داخل ہونے والا) نہیں۔

(۱۵) والتكوين صفة لله تعالى ازلية، وهو تكوينه تعالى للعالم ولكل جزء من اجزائه لا في الازل، بل لوقت وجوده على حسب علمه وارادته.

ترجمہ: تکوین اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے اور وہ (تکوین) اللہ تعالیٰ کا کائنات (عالم)

اور اس کے تمام اجزاء کو پیدا کرتا ہے جیسی (یہ پیدا کرنا) ازل میں نہیں بلکہ اس کے علم اور ارادہ کے مطابق اس کے مقررہ وقت پر پیدا کرتا ہے۔

(۱۶) وهو غير المكون عندنا.

ترجمہ: اور ہمارے (ماتریدیہ کے) نزدیک وہ (تکوین) مکون (پیدا کی گئی چیز کا غیر ہے)

(۱۷) والارادة صفة لله تعالى ازلية قائمة بذاته.

ترجمہ: ارادہ اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔

(۱۸) ورؤية الله تعالى جائزة في العقل واجبة بالنقل، ورد الدليل السمعي بايجاب رؤية المؤمنين الله تعالى في دار الآخرة، فيرى لا في مكان ولا على جهة من مقابلة ولا اتصال شعاع ولا ثبوت مسافة بين الرائي وبين الله تعالى.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی رویت (اسے دیکھنا) عقلی طور پر جائز اور نقلی طور پر واجب ہے اس بات پر سمعی (نقلی) دلیل موجود ہے کہ قیامت کے دن مومن اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے پس اس کو اس طرح دیکھا جائے گا کہ نہ کوئی جگہ اور نہ ہی جہت ہوگی نہ کوئی شعاع ملی ہوگی اور نہ ہی دیکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی فاصلہ ہوگا۔

(۱۹) والله تعالى خالق لافعال العباد كلها، من الكفر والايمان والطاعة والعصيان، وهي كلها بارادته ومشيته وحكمه وقضيته وتقديره.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے تمام افعال کا خالق ہے کفر، ایمان، فرمانبرداری اور نافرمانی۔ اور یہ تمام افعال اس کے ارادہ، مشیت، حکم، فیصلے اور تقدیر کے مطابق ہوتے ہیں

(۲۰) وللعباد افعال اختيارية يثابون بها ويعاقبون عليها.

ترجمہ: اور بندوں کے افعال ان کے اختیار میں ہیں ان پر ان کو ثواب اور عذاب ہوتا ہے۔

(۲۱) والحسن منها برضاء الله تعالى، والقبيح منها ليس برضاه.

ترجمہ: ان میں سے اچھے اعمال پر اللہ تعالی راضی ہوتا ہے اور برے اعمال پر راضی نہیں ہوتا۔

(۲۲) والاستطاعة مع الفعل، وهي حقيقة القدرة التي يكون بها الفعل، ويقع هذا الاسم على سلامة الأسباب والآلات والجوارح، وصحة التكليف تعتمد هذه الاستطاعة.

ترجمہ: استطاعت (کام کی طاقت) فعل کے ساتھ ہوتی ہے اور یہ وہ طاقت ہے جس کے ذریعے فعل وجود میں آتا ہے۔ اور یہ نام (استطاعت) اسباب، آلات اور اعضاء کی سلامتی پر بولا جاتا ہے اور تکلیف (مکلف بنانا) کی صحت کا دارومدار اسی استطاعت پر ہے۔

(۲۳) ولايكلف العبد لما ليس في وسعه.

ترجمہ: اور جو کام بندے کی طاقت میں نہ ہو اس کا اسے مکلف نہیں بنایا جاتا۔

(۲۴) ومايوجد من الألم في المضروب عقيب ضرب انسان، والانكسار في الزجاج عقيب كسر انسان، وما أشبهه، كل ذلك مخلوق لله تعالى، لا صنع للعبد في تخليقه.

ترجمہ: جس شخص کو مارا گیا وہ جس تکلیف کو کسی انسان کے مارنے کے بعد محسوس کرتا ہے۔ اور کسی انسان نے شیشہ توڑا تو اس کے بعد شیشے کا ٹوٹ جانا اور اسی طرح کے دیگر اثرات بھی اللہ تعالی کے پیدا کردہ ہیں یہ سب اللہ تعالی کی مخلوق ہے اس کی تخلیق میں بندے کا عمل دخل نہیں۔

(۲۵) والمقتول میت باجله، والأجل واحد.

ترجمہ: مقتول اپنے مقررہ وقت پر مرتا ہے اور مرنے کا وقت ایک ہی ہے۔

(۲۶) والحرام رزق، وكل يستوفي رزق نفسه حلالا كان او حراما، ولا يتصور ان لا ياكل انسان رزقه او ياكل رزقه غيره.

ترجمہ: حرام بھی رزق ہے اور ہر شخص اپنا رزق حلال ہو یا حرام پورا کرے گا اور اس بات کا تصور نہیں کیا جا سکتا کہ انسان اپنا رزق نہ کھائے یا کوئی اور اس کا رزق کھائے۔

(۲۷) والله تعالى يضل من يشاء ويهدى من يشاء.

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت دے۔

(۲۸) وماهو الأصلح للعبد فليس ذلك بواجب على الله تعالى.

ترجمہ: اور جو چیز بندے کے لئے مناسب ہو اللہ تعالیٰ پر (اس کا عطا کرنا) واجب نہیں۔

(۲۹) وعذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين، وتنعيم أهل الطاعة في القبر بما يعلمه الله تعالى ويريده، وسؤال منكر ونكير ثابت بالدلائل السمعية.

ترجمہ: کافروں اور بعض نافرمان مومنوں کے لئے قبر کا عذاب حق ہے اور فرمانبردار لوگوں کو قبر میں انعامات کا ملنا بھی حق ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اور منکر نکیر کا سوال کرنا سمعی (نقلی) دلائل سے ثابت ہے۔

(۳۰) والبعث حق، والوزن حق، والكتاب حق، والسؤال حق، والحوض حق، والصراط حق، والجنة حق، والنار حق، وهما مخلوقتان موجودتان باقيتان، لا تفنيان ولا يفنى أهلها.

ترجمہ: (قبروں سے) اٹھنا حق ہے (اعمال کا) تولنا حق ہے سوال حق ہے، حوض حق

ہے (یعنی) صراط حق ہے جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے۔ اور یہ دونوں جنت) اور
دوزخ) پیدا ہو چکے ہیں موجود ہیں اور باقی رہنے والے ہیں نہ یہ فنا ہوں گے اور نہ ان کے
اہل (جنتی اور دوزخی) فنا ہوں گے۔

(۳۱) والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان، ولا تدخلہ فی الکفر.

ترجمہ: (گناہ) کبیرہ مومن کو ایمان سے خارج نہیں کرتا اور نہ ہی کفر میں داخل کرتا ہے

(۳۲) واللہ لا یغفر ان یشرک بہ، ویغفر مادون ذلک لمن یشاء من الصغائر والکبائر.

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ جس کے لئے چاہے صغیرہ اور کبیرہ گناہ بخش دے۔

(۳۳) ویجوز العقاب علی الصغیرۃ، والعفو عن الکبیرۃ اذا لم تکن عن استحلال، والاستحلال کفر.

ترجمہ: صغیرہ گناہوں پر عذاب اور کبیرہ گناہوں سے معافی جائز ہے جب تک ان کو حلال نہ سمجھے کیونکہ (گناہوں کو) حلال سمجھنا کفر ہے۔

(۳۴) والشفاعۃ ثابتۃ للرسل والاخیار فی حق اھل الکبائر.

ترجمہ: اور رسولوں (علیھم السلام) اور نیک بندوں کے لئے کبیرہ گناہ کے مرتکب لوگوں کے لئے شفاعت ثابت ہے۔

(۳۵) واھل الکبائر من المؤمنین لا یخلدون فی النار.

ترجمہ: کبیرہ گناہ کے مرتکب مومن جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔

(۳۶) والایمان ھو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ تعالیٰ والاقرار بہ.

اللہ تعالیٰ کی طرف

ترجمہ: ایمان اس چیز کی تصدیق کا نام ہے جو (حضور علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کی طرف لائے اور اس کا اقرار بھی ایمان ہے۔

(۳۷) فاما الاعمال فهي تتزايد في نفسها ، والايمان لا يزيد ولا ينقص.

ترجمہ: اعمال ذاتی طور پر بڑھتے ہیں اور ایمان زیادہ ہوتا ہے نہ کم۔

(۳۸) والايمان والاسلام واحد.

ترجمہ: ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہیں۔

(۳۹) واذا وجد من العبد التصديق والاقرار صح له ان يقول : انا مؤمن حقاً ، ولا ينبغي ان يقول : انا مؤمن ان شاء الله .

ترجمہ: جب بندے سے تصدیق اور اقرار پایا جائے تو اس کا یہ کہنا صحیح ہے کہ میں سچا مومن ہوں اور یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں ان شاء اللہ مومن ہوں۔

(۴۰) والسعيد قد يشقى ، والشقي قد يسعد ، والتغير يكون على السعادة والشقاوة دون الاسعاد والاشقاء ، وهما من صفات الله تعالى ، ولا تغير على الله تعالى ولا على صفاته .

ترجمہ: خوش بخت کبھی بد بخت اور بد بخت کبھی خوش بخت ہو جاتا ہے اور یہ تبدیلی سعادت (خوش بختی) اور شقاوت (بد بختی) پر آتی ہے اسعاد (خوش بخت بنانے) اور اشقاء (بد بخت بنانے) پر نہیں آتی یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات پر تبدیلی نہیں آتی۔

(۴۱) وفي ارسال الرسل حكمة ، وقد ارسل الله رسلا من البشر الى البشر مبشرين ومنذرين ومبينين للناس ما يحتاجون اليه من امور الدنيا والدين.

ترجمہ: رسولوں کو بھیجنے میں حکمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے انسانوں کی طرف رسول بھیجے ہیں جو لوگوں کو خوشخبری دینے اور ڈرانے والے ہیں اور ان کے لئے وہ دنیا اور دین کے ان امور کی وضاحت کرنے والے ہیں جن کے وہ (لوگ) محتاج ہیں۔

(۳۲) وایدھم بالمعجزات الناقضات للعادات۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ان (انبیاء کرام) کو ایسے معجزات کے ساتھ قوت دی جو عادات کو توڑنے والے ہیں۔

(۳۳) واول الانبیاء آدم علیہ السلام، وآخرھم محمد ﷺ، وقد روی بیان عددھم فی بعض الأحادیث، والأولی ان لا یقتصر علی عدد فی التسمیۃ، فقد قال اللہ تعالیٰ: "منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک" ولا یؤمن فی ذکر العدد ان یدخل فیھم من لیس منھم، او یخرج منھم من ھو فیھم، وکلھم کانوا مخبرین مبلغین عن اللہ تعالیٰ، صادقین ناصحین.

ترجمہ: اور سب سے بہتر بات یہ ہے کہ کوئی عدد مقرر نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان میں سے بعض کا بیان آپ سے کیا اور بعض کا ذکر آپ سے نہیں کیا۔ عدد کا ذکر کرنے میں اس بات کا خوف ہے کہ ان میں ایسے لوگوں کو شامل کیا جائے جو ان میں سے نہ ہوں یا ان میں سے ان کو نکالا جائے جو ان میں شامل ہیں۔ یہ تمام انبیاء کرام (اللہ تعالیٰ کی) خبر دینے والے اور اس کی طرف سے (پیغام) پہنچانے والے، سچے اور خیر خواہ تھے۔

(۳۴) وافضل الانبیاء علیھم السلام محمد ﷺ.

ترجمہ: انبیاء کرام میں سے سب سے زیادہ فضیلت والے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

(۳۵) والملائکۃ عباد اللہ تعالیٰ العاملون بامرہ، لا یوصفون بذکورۃ

ولا انوثة.

ترجمہ: فرشتے اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں جو اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور وہ نہ مذکر ہیں اور نہ مؤنث۔

(۳۶) ولله كتب انزلها على انبيائه ، وبين فيها امره ونهيه ووعده ووعيده.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی کچھ کتب ہیں جن کو اس نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل کیا اور ان کتابوں میں اپنے اوامر، نواہی، وعدہ اور وعید کو بیان کیا۔

(۳۷) والمعراج لرسول الله عليه الصلوة والسلام في اليقظة بشخصه الى السماء ، ثم الى ما شاء الله تعالى من العلى حق.

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ کو معراج بیداری کی حالت میں جسمانی طور پر آسمان کی طرف ہوا پھر وہاں سے جس قدر بلند اللہ تعالیٰ نے چاہا، یہ حق ہے۔

(۳۸) وكرامات الأولياء حق، فتظهر الكرامة على طريق نقض العادة للولى من قطع المسافة البعيدة في في المدة القليلة ، وظهور الطعام والشراب واللباس عند الحاجة ، والمشي على الماء والطيران في الهواء وكلام الجماد العجماء واندفاع المتوجه من البلاء وكفاية المهم من الأعداء ، وغير ذلك من الأشياء ، ويكون ذلك معجزة للرسول الذى ظهرت هذه الكرامة لواحد من امته ، لانه يظهر بها انه ولى ، ولن يكون وليا الا وان يكون محقا في ديانته ، وديانته الاقرار برسالة رسوله .

ترجمہ: اولیاء کرام کی کرامات حق ہیں کرامت اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ عادت کو توڑتی ہے اور یہ ولی کے لئے ہوتی ہے۔ (اور اس کی صورتیں یہ ہیں) تھوڑی مدت میں دور دراز کی مسافت طے کرنا، حاجت کے وقت کھانا، مشروب اور لباس ظاہر ہو جانا، پانی پر

چلنا اور ہوا میں اڑنا، پتھروں اور جانوروں کا کلام کرنا، بلاؤں کا ٹلنا، دشمن کے مقابلے میں جماعت میں سے کسی ایک کی کفایت کرنا اور اس کے علاوہ کرامات۔ یہ کرامات ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اس نبی کا معجزہ ہوتا ہے جس کا وہ ولی امتی ہے کیونکہ ان کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ولی ہے اور ولی اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے دین میں سچا نہ ہو اور دین میں سچائی اپنے رسول کی رسالت کا اقرار ہے۔

(۴۹) وافضل البشر بعد نبینا ابو بکر الصدیق ، ثم عمر الفاروق ، ثم عثمان ذو النورین ، ثم علی المرتضی ، وخلافتهم علی هذا الترتیب .

ترجمہ: ہمارے پیارے نبی (یعنی تمام انبیاء کرام) کے بعد سب سے افضل انسان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور ان کی خلافت بھی اسی ترتیب سے ہے

(۵۰) والخلافة ثلاثون سنة ثم بعدها ملك وامارة .

ترجمہ: خلافت تیس سال ہے پھر بادشاہی اور حکومت ہے۔

(۵۱) والمسلمون لا بد لهم من امام، يقوم بتنفيذ احكامهم ، واقامة حدودهم ، وسد ثغورهم ، وتجهيز جيوشهم ، واخذ صدقاتهم ، وقهر المتغلبة والمتلصصة وقطاع الطريق ، واقامة الجمع والاعياد ، وقطع المنازعات الواقعة بين العباد ، وقبول الشهادات القائمة على الحقوق ، وتزويج الصغار والصغائر الذين لا اولياء لهم ، وقسمة الغنائم .

ترجمہ: مسلمانوں کے لئے امام (حکمران) ضروری ہے جو ان کے لئے احکام کو نافذ کرے ان میں حدود قائم کرنے ان کی سرحدوں کی حفاظت کرنے ان کے لئے لشکر تیار کرے ان کے صدقات وصول کرے۔ بدمعاشوں، چوروں اور ڈاکوؤں کا خاتمہ کرے

جمعوں اور عیدوں کو قائم کرے لوگوں کے درمیان واقع ہونے والے جھگڑوں کو ختم کرے حقوق پر قائم ہونے والی گواہیوں کو قبول کرے وہ نابالغ بچے بچیاں جن کے ولی نہ ہوں ان کے نکاح کرائے اور مال غنیمت تقسیم کرے۔

(٥٢) ثم ينبغى ان يكون الامام ظاهرا ، لا مختفيا ولا منتظرا ، ويكون من قريش ولا يجوز من غيرهم ولا يختص ببنى هاشم.

ترجمہ: پھر امام ظاہر ہو، پوشیدہ بھی نہ ہو اور اس کا انتظار بھی نہ کیا (منتظر نہ ہو) وہ قریش میں سے ہو ان کے غیر سے جائز نہیں اور نہ ہی بنو ہاشم کے ساتھ خاص ہیں۔

(٥٣) ولا يشترط فى الامام ان يكون معصوما ، ولا ان يكون افضل اهل زمانه ، ويشترط ان يكون من اهل الولاية المطلقة الكاملة ، سائسا قادرا على تنفيذ الاحكام وحفظ حدود دار الاسلام وانصاف المظلوم من الظالم

ترجمہ: اس (امام) کا معصوم ہونا شرط نہیں نہ یہ کہ وہ اپنے زمانے کے لوگوں سے افضل ہو اس کے لئے شرط ہے کہ وہ مطلق ولایت کاملہ کا اہل ہو، وہ سیاسی آدمی ہو جو احکام کے نفاذ اور دار السلام کی حدود کی حفاظت پر قادر ہو نیز مظلوم کو ظالم سے انصاف دلا سکے۔

(٥٤) ولا ينعزل الامام بالفسق والجور.

ترجمہ: امام فاسق اور ظالم ہو جائے تو معزول نہیں ہوگا۔

(٥٥) وتجوز الصلاة خلف كل بر وفاجر ، ويصلى على كل بر وفاجر.

ترجمہ: ہر نیک اور برے (مسلمان) کے پیچھے نماز جائز ہے اور ہر نیک و بد (مسلمان) کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔

(٥٦) ويكف عن ذكر الصحابة الا بخير.

ترجمہ: صحابہ کرام کا صرف بھلائی کے ساتھ ذکر ہے۔

(٥٧) ونشهد بالجنة للعشرة المبشرة الذين بشرهم النبى عليه الصلاة

(۶۱) والمعدوم ليس بشيء.

ترجمہ: جو معدوم ہے (یعنی جو نہیں ہے) اس کو شے نہیں کہہ سکتے۔

(۶۲) وفي دعاء الأحياء للأموات وتصدقهم عنهم نفع لهم.

ترجمہ: زندوں کا فوت شدہ کے لئے دعا کرنا اور ان کی طرف سے صدقہ کرنا ان کے لئے نفع کا باعث ہے۔

(۶۳) والله تعالى يجيب الدعوات ويقضي الحاجات.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا اور حاجات کو پورا کرتا ہے۔

(۶۴) وما أخبر به النبي عليه الصلوة والسلام من أشراط الساعة من خروج الدجال ودابة الأرض ويأجوج ومأجوج ونزول عيسى عليه السلام من السماء وطلوع الشمس من مغربها فهو حق.

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے قیامت کی جو نشانیاں بتائی ہیں یعنی دجال، دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج کا نکلنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا حق ہے۔

(۶۵) والمجتهد قد يخطئ وقد يصيب.

ترجمہ: مجتہد سے (اجتہاد میں) کبھی غلطی ہوتی ہے اور کبھی درست اجتہاد ہوتا ہے۔

(۶۶) ورسل البشر أفضل من رسل الملائكة، ورسل الملائكة أفضل من عامة البشر، وعامة البشر أفضل من عامة الملائكة.

ترجمہ: انسانوں کے رسول فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں اور فرشتوں کے رسول عام انسانوں سے افضل ہیں اور عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تشریح

حقائق اشیاء ثابت ہیں

(جس چیز کے بغیر کسی چیز کا تصور نہ ہو سکے وہ اس کی حقیقت ہے جس طرح انسان کی حقیقت
جس چیز کے بغیر اس چیز کا تصور ہو سکے وہ اس کے عوارض کہلاتے ہیں)
حیوان ناطق ہے اور جس چیز کے بغیر بھی انسان کا تصور ہو سکتا ہے لہذا
جیسے انسان کیلئے ہنسنا اور لکھنا وغیرہ کیونکہ ان باتوں کے بغیر بھی انسان کا تصور ہو سکتا ہے لہذا
حقائق ثابت ہیں کیونکہ کسی چیز کی حقیقت ثابت نہ ہو تو وہ چیز ثابت نہیں ہو سکتی اور ان حقائق
کے ثبوت کا علم بھی ثابت ہے یعنی یہ بات معلوم ہے کہ اشیاء کی حقیقتیں ثابت ہیں۔ لیکن
سوفسطائیہ (فرقہ) اس بات کا منکر ہے

نوٹ:۔ سوفسطائیہ وہ فرقہ ہے جس کی حکمت وعلم خیالات اور وہموں پر مشتمل ہے سوف کا
معنی علم اور حکمت اور اسطا کا معنی من گھڑت اور غلط۔

اسباب علم:۔

مخلوق کو جو علم حاصل ہوتا ہے اس کے اسباب و ذرائع تین ہیں

(۱) حواس سلیمہ (۲) خبر صادق (۳) عقل

حواس سلیمہ:۔

جس قوت کے ذریعہ کسی چیز کو محسوس کیا جائے اسے حس کہتے ہیں جس کی جمع
حواس ہے اور سلیم سے مراد یہ ہے کہ وہ سلامت ہوں ان میں کوئی عیب نہ ہو مثلاً اندھا یا بہرا نہ
ہو ظاہری حواس پانچ ہیں سمع (سننے کی طاقت) بصر (دیکھنے کی طاقت) شم (سونگھنے کی
قوت) ذوق (چکھنے کی قوت) لمس (چھونے کی قوت)

اور جس حس (قوت) کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس سے صرف اسی چیز کی پہچان حاصل ہوگی جیسے آنکھ کے ذریعہ صرف دیکھ سکتے ہیں لہذا دیکھنے کیلئے صرف یہی حس یعنی بصری استعمال ہوگی جس ذوق کو صرف چکھنے کے لیے بنایا گیا ہے لہذا اس سے صرف چکھ سکتے ہیں اسی طرح دیگر حواس کا معاملہ ہے۔

خبر صادق:۔

اس سے مراد یہ ہے کہ سچی خبر کے ذریعہ علم حاصل ہو اور خبر یقینا دوسری ذات یا شخصیت سے حاصل ہوتی ہے جبکہ حواس خود انسان کی ذات میں موجود ہوتے ہیں

خبر صادق کی اقسام:۔

خبر صادق کی دو قسمیں ہیں (۱) خبر متواتر (۲) خبر رسول :ایسے رسول کی خبر جس کی رسالت معجزہ کے ساتھ ثابت ہو یعنی سچے نبی کی خبر۔

خبر متواتر:۔

خبر متواتر اس خبر کو کہتے ہیں جو اتنی بڑی قوم کی زبانوں پر ہو جن کا عقلی طور پر جھوٹ پر متفق ہونا تصور نہ کیا جا سکتا ہو۔

اس خبر سے علم ضروری حاصل ہوتا ہے جیسے زمانہ ماضی میں گزرے ہوئے بادشاہوں اور دور دراز مقام کی خبر جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی خبر کہ یہ شہر موجود ہیں اسی طرح سلطان صلاح الدین ایوبی حکمران رہ چکے ہیں

خبر رسول:۔

اس رسول کی خبر جس کی رسالت کو اس کے معجزات سے تائید حاصل ہوتی ہے یعنی وہ نبوت کا دعویٰ کرے اور اس سے معجزات ظاہر ہوں کیونکہ جو شخص نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے

اس کے ہاتھوں معجزہ ظاہر نہیں ہو سکتا کیونکہ اسے معجزہ دیا نہیں جاتا خبر رسول سے علم استدلالی حاصل ہوتا ہے یعنی دلیل میں نظر کرنے سے علم حاصل ہوتا ہے یقین اور ثبوت میں خبر رسول سے حاصل ہونے والا علم، علم ضروری کے مشابہ ہوتا ہے یعنی دونوں سے یقین حاصل ہوتا ہے۔

عقل:۔

(علم کا تیسرا ذریعہ عقل ہے) اگر عقل کے ذریعہ غور وفکر کے بغیر صرف پہلی توجہ سے علم حاصل ہو تو یہ علم ضروری (یقینی) ہے جیسے اس بات کا علم کہ ہر چیز اپنی جز سے زیادہ بڑی ہوتی ہے اور اگر غور وفکر کیا جائے یعنی دلیل میں نظر کرکے عقل کے ذریعہ علم حاصل ہو تو وہ علم اکتسابی ہوتا ہے جیسے آدمی نے آگ دیکھی تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا دھواں بھی ہوتا ہے یہ علت سے معلول پر استدلال ہے کیونکہ دھویں کی علت (یعنی سبب) آگ ہے یا معلول سے علت پر استدلال ہوتا ہے جیسے دھواں دیکھ کر آگ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ قوت عقل نفس کی ایسی قوت کا نام ہے جو علوم اور ادراکات کے حصول کیلئے تیار کی گئی ہے۔

عقل سے حاصل ہونے والے علم کی دو قسمیں ہیں (۱) علم ضروری (۲) علم اکتسابی

الہام:۔

فیض کے طریقہ پر کسی کے دل میں کوئی معنی ڈالنا الہام کہلاتا ہے اور اہل حق کے نزدیک الہام کسی چیز کے صحیح ہونے کی معرفت کا سبب نہیں یعنی اس کے ذریعہ جو علم حاصل ہوتا ہے وہ حجت اور دلیل نہیں۔

عالم حادث ہے:۔

اللہ تعالیٰ کے سوا تمام موجودات کو عالم کہا جاتا ہے عالم اجسام، عالم نباتات، عالم

حیوانات وغیرہ اور تمام عالم اور اس کے اجزاء یعنی جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور زمین کے اوپر ہے یہ سب حادث ہیں۔

حادث:۔

حادث اس چیز کو کہتے ہیں جو پہلے موجود نہ ہو اور بعد میں وجود میں آئے یعنی معدوم جب موجود ہو جائے تو اسے حادث کہا جاتا ہے

عالم کی دو قسمیں ہیں:۔

عالم کی دو قسمیں ہیں (۱) اعیان (عین کی جمع) (۲) اعراض (عرض کی جمع)

(۱) اعیان:۔

وہ حسی اشیاء جو خود بخود قائم ہوں کسی دوسری چیز کے تابع نہ ہوں

(۲) اعراض:۔

اعراض وہ اشیاء جو کسی دوسری چیز کے ساتھ قائم ہوتی ہوں مثلاً کپڑا اور اس کا رنگ کپڑا خود بخود قائم ہے اور رنگ اس کے تابع ہے لہذا کپڑا عین اور رنگ عرض ہے اسی طرح ذائقہ اور خوشبو وغیرہ اعراض ہیں۔

اعیان کی دو قسمیں:۔

اعیان جو خود بخود قائم ہیں ان کی دو قسمیں ہیں (۱) مرکب (۲) غیر مرکب

مرکب دو یا دو سے زیادہ اجزاء پر مشتمل ہوتا ہے اور تقسیم بھی ہو سکتا ہے جیسے جسم ہے۔

غیر مرکب جیسے جوہر یعنی جو کسی طرح بھی تقسیم کو قبول نہ کرے نہ عملی طور پر تقسیم ہو سکے اور نہ اس کی تقسیم کا وہم ہو سکے اور نہ ہی اس کی تقسیم فرض کی جا سکے اس کو جزء لا یتجزیٰ

عرض بھی نہیں اور جسم بھی نہیں اور جوہر بھی نہیں۔

نوٹ:۔ عرض، جوہر اور جسم کی تعریف پہلے ہو چکی ہے۔

وہ مصور نہیں (یعنی اس کی کوئی شکل و صورت نہیں وہ صورت سے پاک ہے) وہ محدود نہیں (یعنی کسی حد میں نہیں) معدود نہیں (یعنی اللہ کی گنتی نہیں ہو سکتی) وہ متبعض نہیں (اس کو ٹکڑوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا) وہ متجزی نہیں (یعنی اس کے اجزاء نہیں) وہ متناہی نہیں (یعنی اس کی کوئی انتہا نہیں) وہ ماہیت کیساتھ موصوف نہیں (یعنی وہ کسی چیز کا ہم جنس نہیں جس طرح انسان ایک دوسرے کی جنس ہیں) وہ کسی مکان میں متمکن نہیں (یعنی کسی مکان میں ٹھہرنے والا نہیں مکان سے پاک ہے) اس پر کوئی زمانہ جاری نہیں ہوتا (وہ وقت سے پاک ہے جب وقت نہیں تھا وہ موجود تھا) کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں (یعنی وہ بے مثل ہے) اس کے علم و قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں (مطلب یہ کہ وہ ہر چیز کو جانتا بھی ہے اور اس پر قادر بھی ہے)(۱)

ا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ازلیہ:۔(۲)

ازلی سے مراد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہیں اور قدیم ہیں اور وہ صفات اس کے ساتھ قائم ہیں (اس سے جدا نہیں ہو تیں) اور یہ صفات نہ تو اس کی ذات کا عین ہیں اور نہ

---

(۱) ان صفات کا ذکر کر کے معتزلہ کا رد کیا گیا ہے کیونکہ معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عالم ہے لیکن اس کے پاس علم نہیں وہ قادر ہے لیکن اس کے پاس قدرت نہیں بتایا گیا کہ وہ علم اور قدرت اور دیگر صفات کا مالک ہے۔ (شرح عقائد ص ۳۳) ہزاروی۔

(۲) صفات ازلیہ کے بیان سے کرامیہ فرقہ کا رد کیا جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو حادث مانتے ہیں۔ (شرح عقائد ص ۳۸) ۱۲ ہزاروی۔

اس کا غیر اور ان کی تعداد بارہ ہے جو درج ذیل ہیں علم، قدرت، حیات، قوت، سمع، بصر، ارادہ، مشیت، فعل، تخلیق (پیدا کرنا) ترزیق (رزق دینا) اور کلام ہے

کلام خداوندی:۔

اللہ تعالیٰ اپنی صفات ازلی کے ساتھ متکلم ہے (کلام فرماتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کا کلام ازلی ہے حروف اور آوازوں کی جنس سے نہیں یعنی جس طرح انسان کے کلام میں حروف اور آواز دو چیزیں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ کا کلام اس سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفت کلام میں نہ تو خاموشی ہے اور نہ ہی آفت جس طرح مخلوق کے کلام میں خاموشی آجاتی ہے اور کبھی زبان میں لکنت وغیرہ کی وجہ سے کلام بند ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا کلام اس سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی صفت کے ساتھ حکم دینے والا اور روکنے والا اور خبر دینے والا ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے:۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے وہ مخلوق نہیں (یعنی پیدا نہیں کیا گیا) دراصل قرآن کی دو صورتیں ہیں ایک کلام نفسی ہے اور دوسرا کلام لفظی اللہ تعالیٰ کا کلام ازلی اس کی صفت ہے اس کی مخلوق نہیں لہذا اس لحاظ سے قرآن مجید مخلوق نہیں لیکن جو ہمارے پاس الفاظ اور حروف ہیں وہ مخلوق ہیں قدیم نہیں۔

یہ قرآن مجید مصاحف یعنی کاغذوں میں بھی لکھا ہوا ہے اور ہمارے دلوں میں بھی محفوظ ہے حفاظ کرام کے سینے اس سے منور و مالا مال ہیں ہم اس قرآن کو اپنی زبانوں کے ساتھ پڑھتے ہیں اور کانوں سے سنتے ہیں۔ اس کے باوجود قرآن مجید (کلام نفسی) مصاحف، دلوں، زبانوں اور کانوں میں اترتا نہیں اس کا پڑھنا، سننا، لکھنا وغیرہ اس عبارت کے ذریعے ہوتا ہے۔ جو عبارت اس کلام پر دلالت کرتی ہے۔

صفت تکوین:۔

تکوین بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ازلیہ ہے تکوین سے مراد اللہ تعالیٰ کا افعال کو پیدا کرنا اور کسی چیز کو وجود میں لانا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا عالم اور اس کی جز کو پیدا کرنا تکوین ہے اور یہ پیدا کرنا ازل میں نہیں بلکہ جب اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق اس کا وقت ہوتا ہے اور وہ ارادہ فرماتا ہے تو اسے پیدا کرتا ہے۔

نوٹ:۔ ہمارے یعنی (ماتریدیہ)(۱) کے نزدیک تکوین مکون (اسم مفعول) کا غیر ہے کیونکہ تکوین مصدر اور مکون مفعول ہے یعنی تکوین پیدا کرنا ہے اور مکون وہ چیز جو پیدا کی گئی اور یہ دونوں ایک دوسرے کا غیر ہوتے ہیں جیسے ضرب اور چیز ہے اور مضروب اور چیز ہے۔

رویت باری تعالیٰ:۔

رویت کا معنی ہے کسی چیز کو آنکھ کے ذریعہ مکمل طور پر دیکھنا اور اس کا منکشف ہونا ہے جیسے ہم چاند کو دیکھیں اور پھر آنکھ بند کر لیں تو وہ دونوں حالتوں میں ہمارے لئے واضح اور منکشف ہے لیکن دیکھنے کی حالت میں زیادہ واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رویت عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت ہے عقل اسے جائز قرار دیتی ہے اور نقلی دلیل اسے واجب قرار دیتی ہے عقلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور موجود کو دیکھا جا سکتا ہے اسی لئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ ارشاد خداوندی ہے **وجوه يومئذ ناضرة الى ربها**

---

(۱) عقائد کے اعتبار سے اہل سنت کے دو گروہ ہیں (۱) اشاعرہ جو امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں اور دوسرا گروہ امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت رکھتے ہیں اور ہم احناف اہل سنت ماتریدیہ ہیں (۱۲ ہزاروی)

اس دن کچھ چہرے تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے (سورۃ القیامۃ: ۲۳) ناظرۃ اور حدیث شریف میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا انکم سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر بے شک تم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھو گے جیسے چودھویں رات میں چاند کو دیکھتے ہو دنیا میں رویت ممکن ہے اس کی نقلی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا رب ارنی (سورۃ اعراف آیت نمبر ۳) اے رب مجھے (اپنا آپ) دکھا۔ اگر یہ ممکن نہ ہوتا تو اس کی طلب جہالت ہوتی (معاذ اللہ) اور انبیاء کرام اس (جہالت) سے پاک ہیں۔

نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کو دیکھنا عام مخلوق کو دیکھنے کی طرح نہیں ہے کیونکہ اس کا دیکھنا کسی جگہ میں نہیں نہ کسی جہت میں کہ وہ دیکھنے والے کے سامنے ہو نہ شعاعوں کا اتصال ہے (یعنی دیکھنے والے کی آنکھ سے شعاعیں نکل کر اس پر پڑیں جس طرح عام دیکھنے میں ہوتا ہے) اور دیکھنے والے اور اللہ کے درمیان کوئی فاصلہ بھی نہیں ہوگا۔ جس طرح مخلوق کو دیکھتے وقت دونوں کے درمیان کوئی فاصلہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رویت ان تمام باتوں سے پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال کا خالق ہے:۔

معتزلہ (۱) کا عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے شروع میں وہ اس کے لیے موجد اور مخترع کا لفظ استعمال کیا کرتے تھے پھر جرأت کرتے ہوئے بندوں کو بھی خالق

(۱) معتزلہ ایک فرقہ ہے اس فرقہ کا رئیس واصل بن عطاء تھا اس نے اہل سنت سے الگ کچھ عقائد اختیار کیے تو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے اسے اپنی مجلس سے نکال دیا اور فرمایا "اعتزل عنا" (ہم سے جدا ہو جا) تو اس وجہ سے ان لوگوں کا نام معتزلہ ہو گیا (شرح عقائد ص ۶) ہزاروی۔

کہنا شروع کر دیا تو مصنف نے ان کا رد کیا اور بتایا کہ اہلسنت کے نزدیک بندوں کے اعمال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے بندہ کسب کرتا ہے۔ لہذا ایمان، کفر، اطاعت، نافرمانی جو بھی بندہ کا عمل ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ، مشیت اور اس کے حکم، قضاء اور تقدیر کی بنیاد پر ہوتا ہے لیکن بندوں کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے مجبور نہیں بنایا جیسا کہ جبریہ فرقہ کا عقیدہ ہے۔ جبریہ کہتے ہیں بندوں کا اپنا فعل نہیں ہوتا بندے کی حرکت جمادات کی حرکت کی طرح ہوتی ہے بندے کا فعل اس کے اختیار سے نہیں ہوتا اہل سنت کے نزدیک بندہ کسب کرتا ہے اور اس کے فعل میں اس کا اختیار ہوتا ہے۔

نوٹ:۔ اچھے اعمال کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ان پر راضی ہوتا ہے اور برے اعمال پر راضی نہیں ہوتا۔

استطاعت فعل:۔

بندہ احکام شرعیہ کا مکلف ہوتا ہے اور یہ تکلیف یعنی اسے اعمال کا پابند کرنا استطاعت کی بنیاد پر ہوتا ہے اور استطاعت طاقت کو کہتے ہیں مثلاً جب تک حج کی طاقت نہ ہو حج فرض نہیں ہوتا یعنی وہ اس کا مکلف نہیں ہوتا۔ استطاعت فعل کے ساتھ ہوتی ہے۔ (1)

اور یہ فعل کیلئے شرط ہے یعنی وہ واقعی فعل کی ادائیگی پر قادر ہو اور اس سے مراد اسباب و آلات اور اعضاء کی سلامتی ہے اور اسی استطاعت کی بنیاد پر بندہ مکلف ہوتا ہے مطلب یہ کہ اگر یہ طاقت نہ ہو تو بندہ مکلف نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ جو کام بندہ کی طاقت اور

اس میں معتزلہ کا رد ہے جو ان میں سے اکثر حضرات کے نزدیک استطاعت فعل سے پہلے ہوتی ہے (شرح عقائد حاشیہ ص ۸۶) ہزاروی۔

وسعت میں نہ ہو اس کا اس کو مکلف نہیں بنایا جاتا مثلاً جو شخص صاحب نصاب نہیں اس پر زکوٰۃ (فرض نہیں) اور زکوٰۃ دینے کا وہ مکلف نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ہے **لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا** کسی شخص کو اس کام کا مکلف نہیں بنایا جاتا جو اس کی طاقت میں نہ ہو۔) *

فعل کا اثر تخلیق خداوندی ہے:۔

* (جب کسی شخص کو مارا جاتا ہے تو اس کے بعد مضروب شخص کو جو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح اگر شیشہ توڑا جائے اور وہ ٹوٹ جائے یا اسی طرح کسی عمل کے بعد جو اس کا اثر مرتب ہوتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اللہ کی تخلیق میں بندے کا عمل دخل نہیں اور اگر اللہ چاہے تو بندے کے مارنے کے باوجود مضروب کو تکلیف نہ ہو۔ (1)

نوٹ:۔ جس طرح پہلے گزر گیا یہ معتزلہ کا رد ہے کیونکہ معتزلہ کے نزدیک بندہ اپنے افعال کا خالق ہے لہٰذا ان کے نزدیک وہ فعل کے اثر کا بھی خالق ہے۔

آدمی اپنے وقت مقررہ پر فوت ہوتا ہے:۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کا علاج ہو جاتا تو وہ فوت نہ ہوتا یا یہ کہ فلاں شخص وقت سے پہلے فوت ہو گیا اگر اسے قتل نہ کیا جاتا تو وہ نہ مرتا تو یہ بات غلط ہے اور یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ اہل سنت کے نزدیک ہر شخص کی موت کا وقت مقرر ہے اور وہ اسی وقت پر فوت ہوتا ہے قرآن مجید میں ہے **فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون** (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۲) جب ان کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ ایک

---

(1) جس طرح آگ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح اس کا اثر بھی اس کی مخلوق ہے جیسے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا لیکن اس نے آپ کو نہ جلایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آگ میں تاثیر پیدا نہیں کی تھی۔ ۱۲ ہزاروی

کے دین اور رسول ﷺ کے بارے میں سوالات کرتے ہیں یہ بات ثابت شدہ ہے اور اس
پر کئی یعنی نقلی دلائل موجود ہیں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا
ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے فرشتے آتے ہیں جن کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں ان میں
سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے (اور وہ سوالات کرتے ہیں)

قبر سے اٹھنا حق ہے:۔

یعنی یہ عقیدہ ثابت اور حق ہے کہ قیامت کے دن اٹھایا جائے گا وہ اس طرح ہوگا
کہ اللہ تعالیٰ مردوں کے تمام اجزائے اصلیہ کو جمع کر کے ان میں ارواح کو لوٹا دے گا ارشاد
خداوندی ہے:

ثم انکم یوم القیمة تبعثون (سورۃ المومنون آیت ۱۶)

پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

وزن حق ہے:۔

اس سے مراد قیامت کے دن اعمال کا وزن کرنا ہے اور یہ حق اور ثابت ہے کیونکہ
ارشاد خداوندی ہے۔

والوزن یومئذ الحق (سورۃ اعراف آیت نمبر ۸)

اور اس دن وزن حق ہے۔

میزان (ترازو) سے مراد وہ چیز ہے جس کے ذریعہ اعمال کا وزن ہوگا۔ عقل اس
کی کیفیت کو سمجھ نہیں سکتی معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اعمال اعراض ہیں ان
کا وزن کیسے ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے:

ان کتب الاعمال هی توزن۔ (الحدیث)

دی

اعمال کے معجزہ لے جائیں گے

اور معجزہ اور اعتراض نہیں یہ بیان ہیں ایسا اعتراض درست نہیں۔)

کتاب (نامہ اعمال) حق ہے:-

(یعنی وہ کتاب یا نامہ اعمال جس میں بندوں کی عبادات اور گناہ لکھے جاتے ہیں اور قیامت کے دن مومنوں کو ان کے دائیں اور کفار کو بائیں ہاتھ میں اور پیٹھ کے پیچھے سے دیے جائیں گے یہ بات حق ہے جو ایسا ہو کر رہے گا۔ ارشاد خداوندی ہے:

ونخرج له يوم القيامة كتابا يلقاه منشورا (الاسراء ۱۳)

ہم قیامت کے دن اس کے لئے کتاب (نامہ اعمال) نکالیں گے جس کو کھلا ہوا پائے گا معتزلہ اس کے بھی منکر ہیں۔

سوال حق ہے:-

اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن مومن سے سوال ہوگا کہ کیا تمہیں فلاں فلاں گناہ یاد ہیں وہ کہے گا ہاں میرے رب! جب وہ اقرار کرے گا اور دل میں خیال کرے گا کہ وہ ہلاک ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کہے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے اس گناہ پر پردہ ڈالا اور آج تجھے معاف کرتا ہوں پھر اس کو اس کی نیکیوں کی کتاب دی جائے گی جب کہ کفار اور منافقین کو تمام مخلوق کے سامنے یوں پکارا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھوٹ کہا تھا خبردار ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے

حوض حق ہے:-

یہ حوض جسے حوض کوثر کہتے ہیں قیامت کے دن موجود ہوگا اور یہ عقیدہ حق ہے قرآن مجید میں فرمایا۔

انا اعطینک الکوثر (سورۃ الکوثر آیت ۱)

بے شک ہم نے آپ کو (حوض) کوثر عطا کیا۔

اور حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میرا حوض ایک مہینہ کی مسافت کے برابر ہوگا اور اس کے کونے برابر ہوں گے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہوگا اس کے خوشبو کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگی اور اس کے کوزے (برتن) آسمانوں کے ستاروں سے زیادہ ہوں گے جو اس سے پئے گا کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

پل صراط حق ہے:۔

صراط ایک پل ہے جو جہنم کے اوپر پھیلایا گیا ہے بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے جنتی اسے عبور کرلیں گے اور جہنیوں کے پاؤں پھسل جائیں گے معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اسے عبور کرنا ممکن نہیں اور اگر یہ ممکن ہو تو یہ مومنوں کو عذاب دیتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ اس پر گزرنے کو ممکن بنادے اور مومنوں کے لیے آسان کردے جس طرح حدیث میں ہے کہ بعض لوگ اس پر سے بجلی کی طرح اور بعض تیز ہوا اور بعض تیز رفتار گھوڑے کی طرح گزر جائیں گے۔

جنت اور دوزخ حق ہیں:۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جنت اور دوزخ ثابت ہیں اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ نے پیدا کردیے ہیں اس کی مخلوق ہیں اور اب بھی موجود ہیں قرآن واحادیث میں اس بات پر بے شمار دلائل ہیں اللہ تعالیٰ جنت کے بارے میں فرماتا ہے

عرضها کعرض السموات والارض (سورۃ الحدید آیت ۲۱)

اس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کی طرح ہے۔

فلاسفہ اس کے منکر ہیں وہ اور معتزلہ کہتے ہیں اس وقت جنت اور دوزخ موجود نہیں اور وہ قیامت کے دن پیدا کئے جائیں گے ہمارا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کو جنت سے نیچے اتارا گویا جنت موجود تھی اسی طرح دوزخ بھی۔ ہمارا اہل سنت کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ جنت اور دوزخ ہمیشہ ہمیشہ قائم باقی رہیں گے فنا نہیں ہوں گے اسی طرح جنتی اور دوزخی فنا نہیں ہوں گے قرآن مجید میں ہے **خالدین فیھا ابداً** (وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے) یہ الفاظ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ فنا نہیں ہوں گے جہمیہ فرقہ (۱) اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ جنت اور جہنم دونوں فنا ہوں گے نیز جنتی اور جہنمی بھی فنا ہو جائیں گے۔

گناہ کبیرہ:۔

گناہ کبیرہ کا لغوی معنی "بڑا گناہ" ہے اور اصطلاحی طور پر وہ گناہ جس کے حرام ہونے پر تمام شریعتیں متفق ہوں ہر وہ گناہ جس کے مرتکب کو فاسق کہا جاسکے اور وہ لعنت کا مستحق ہو۔ (۲)

---

(۱) جہمیہ (جہم پر ضمہ) وہ فرقہ ہے جو جہم بن صفوان ترمذی کے ماننے والے لوگ ہیں یہ خالص جبری فرقہ ہے جو کہتے ہیں کہ بندے کو کوئی طاقت حاصل نہیں نہ کسب کی قدرت نہ قدرت موثرہ اور وہ پتھر کی طرح ہے۔ (حاشیہ شرح عقائد ص ۱۰۷) ۱۲ ہزاروی۔

(۲) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گناہ کبیرہ نو ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا (۲) ناحق قتل (۳) پاک دامن عورت پر گناہ کا الزام (۴) زنا (۵) میدان جہاد سے بھاگنا (۶) جادو کرنا (۷) یتیم کا مال کھانا (۸) والدین کی نافرمانی کرنا (۹) حرم شریف میں گناہ کرنا (حاشیہ شرح عقائد ص ۱۰۸) اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں جن میں سود، چوری، اور شراب نوشی کا بھی ذکر ہے۔ ۱۲ ہزاروی۔

اہل سنت کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب مومن ہے نہ تو ایمان سے خارج ہوتا ہے اور نہ ہی کفر میں داخل ہوتا ہے معتزلہ کے نزدیک گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا نہ مومن رہتا ہے اور نہ ہی کافر ہوتا ہے اور خوارج کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کا مرتکب بھی کافر ہو جاتا ہے۔

نوٹ: دلائل بڑی کتابوں میں دیکھئے البتہ اتنی بات سمجھ لیں کہ ایمان دل کی تصدیق کا نام ہے اور عمل کی بنیاد پر مومن ایمان کی صفت سے محروم نہیں ہوتا۔ اور ہمارے نزدیک شرک کی بخشش نہیں ہوگی یعنی جو شرک پر مر جائے اس کی بخشش نہیں ہوگی اس کے علاوہ تمام گناہوں کی بخشش ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے وہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ارشاد خداوندی ہے:

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء (سورۃ النساء آیت ۴۸)

اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اور اس کے علاوہ (گناہوں) کو بخش دیتا ہے جس کے لئے چاہے۔

اسی طرح اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو صغیرہ پر سزا دے اور کبیرہ گناہوں کو معاف کر دے البتہ یہ اس وقت ہے جب گناہ کو جائز وحلال نہ سمجھیں کیونکہ گناہ کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

نوٹ: (۱) معتزلہ کے نزدیک توبہ کے بغیر گناہ کبیرہ کی معافی نہیں۔

(۲) معتزلہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب بندہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے تو اسے صغیرہ پر عذاب دینا جائز نہیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے:

ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم (سورۃ نساء آیت ۳۱)

اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں روکا جاتا ہے تو ہم تمہارے صغیرہ گناہ معاف کر دیں گے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں کبیرہ مطلق ہے اور جب مطلق بولا جائے تو فرد کامل مراد ہوتا ہے۔ اور وہ کفر (وشرک) ہے اور چونکہ کفر کی کئی اقسام ہیں اس لئے جمع کا صیغہ کبائر فرمایا گیا۔

شفاعت:۔

شفاعت سفارش کرنے کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل عظام علیہم السلام اور اپنے نیک بندوں کو سفارش کا اعزاز بخشا ہے۔ اور وہ اولیاء عظام، علماء کرام اور شہداء وغیرہ ہیں اور یہ شفاعت کبیرہ گناہوں کے مرتکب حضرات کی بخشش کے لئے ہوگی قرآن پاک میں متعدد آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں مثلاً ارشاد خداوندی ہے:

من ذاالذی یشفع عندہ الا باذنہ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۵)

کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کرے۔

یعنی شفاعت ہوگی لیکن اذن خداوندی سے اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی

میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لئے ہوگی۔

معتزلہ نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگوں کی بخشش کیلئے شفاعت کا انکار کیا ہے کیونکہ وہ ان لوگوں کے لئے بخشش کے قائل ہی نہیں نیز وہ کہتے ہیں کہ شفاعت صرف درجات کی بلندی کے لئے ہوتی ہے لیکن آیات واحادیث ان کی فکر کی نفی کرتی ہیں۔

گناہ کبیرہ کا مرتکب ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا:۔

چونکہ گناہ کبیرہ کفر نہیں ہوتے سوائے شرک کے لہذا گناہ کبیرہ کا مرتکب مومن ہی رہتا ہے اس بنیاد پر اگر اسے اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل بھی کر دے تو بالآخر جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائے گا اگرچہ وہ بغیر توبہ کے انتقال بھی کر جائے ارشاد خداوندی ہے

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ (سورۃ زلزال آیت ۷)

پس جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کو دیکھے گا۔

اور ایمان بھی عمل خیر ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب مومن ہے اور اگر وہ جہنم میں جائے بھی تو اس سے پہلے عمل خیر کی جزا نہیں دیکھے گا لہذا اس سے ثابت ہوا کہ وہ اسے دیکھے گا جب اسے جنت میں داخل کیا جائے گا قاتل کے بارے میں جو فرمایا گیا اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا تو اس کے کئی جواب ہیں ایک یہ ہے کہ اس سے مراد طویل عرصہ تک جہنم میں رہنا ہے ہمیشہ نہیں۔

ایمان:۔

ایمان کا لغوی معنیٰ تصدیق کرنا یعنی خبر دینے والے نے جو بات بتائی ہے اس پر یقین کرنا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قول قرآن مجید میں یوں نقل کیا گیا ہے:

وما انت بمؤمن لنا ولو کنا صادقین (یوسف:۱۷)

اے ابا جان آپ ہماری بات پر یقین نہیں کرتے اگرچہ ہم سچے ہوں (یعنی ہم جو خبر دے رہے ہیں آپ اس کی تصدیق نہیں کرتے)

تو لغوی اعتبار سے مومن، یقین کرنے والے کو کہا گیا ہے اور اصطلاحاً ایمان یہ

ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ لے کر تشریف لائے اس کو دل سے مانا جائے اور زبان سے اقرار کرے اور دنیا میں اس شخص پر احکام شریعت کے اجراء کے لئے زبان سے اقرار شرط ہے اور زبان کے اقرار سے ایمان کا پتہ چلتا ہے کیونکہ ایمان پوشیدہ چیز ہے)*

ایمان کم یا زیادہ نہیں ہوتا:-

*(اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ ایمان کم یا زیادہ نہیں ہوتا بلکہ مومن کے اچھے اعمال زیادہ یا کم ہوتے ہیں اور اعمال ایمان میں داخل نہیں کیونکہ ایمان صرف دل کے تصدیق کا نام ہے قرآن مجید میں ایمان اور اعمال کو ایک دوسرے کا غیر قرار دیا گیا ہے اور دونوں کے درمیان حرف عطف لایا گیا جو مغایرت کو چاہتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات (یونس:۹)

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے۔

بعض آیات میں ایمان کے بڑھنے اور زیادہ ہونے کا ذکر ہے جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذا تلیت علیهم ایاته زادتهم ایماناً (الانفال:۲)

اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے

اس سے ثابت ہوا کہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ وہ لوگ مطلقاً ایمان لائے اور پھر فرائض کا حکم نازل ہوتا رہا مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور جہاد وغیرہ تو ان احکام پر بھی ایمان لاتے رہے تو اس اعتبار سے ایمان بڑھتا رہا اسی طرح آیات نازل ہوتی رہیں اور ایمان لاتے رہے تو ایمان لانے میں اضافہ ہوتا رہا اور یہ بھی حضور علیہ السلام کے زمانے میں ہوا جب احکام

نازل ہوتے تھے اب نہیں۔

ایمان اور اسلام:۔

کیا ایمان اور اسلام دونوں ایک ہی چیز ہیں کہ الگ الگ ہیں؟ تو اس کی دو صورتیں ہیں اطلاق کے اعتبار سے متحد ہیں یعنی جو مسلمان ہے وہ مومن بھی ہے اور جو مومن ہے وہ مسلمان بھی ہے اور شریعت میں جائز نہیں کہ کسی شخص کے بارے میں کہیں کہ وہ مومن ہے مگر مسلمان نہیں یا کہیں کہ مسلمان ہے اور مومن نہیں بلکہ جو مومن ہے مسلمان بھی ہے۔ مفہوم کے اعتبار سے ایک دوسرے کا غیر ہیں کیونکہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور اسلام اللہ تعالیٰ کی الوہیت کے سامنے جھکنے کا نام ہے یعنی اس کے احکام کے سامنے جھک جانا ہے نیز زبان سے اقرار اسلام ہے اس اعتبار سے دونوں ایک دوسرے کا غیر ہیں۔

ایمان کے ساتھ ان شاء اللہ کہنا درست نہیں:۔

جب بندے میں ایمان اور اسلام دونوں پائے جائیں یعنی حضور علیہ السلام جو کچھ لے کر تشریف لائے دل سے اس کی تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ کہے کہ میں قطعی اور یقینی طور پر مومن ہوں۔

یہ کہنا کہ میں ان شاء اللہ مومن ہوں جائز نہیں کیونکہ یہ شک کے الفاظ ہیں اور ایمان میں شک کفر ہے اگرچہ اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کے نام سے برکت حاصل کرنا ہو لیکن چونکہ اس سے شک پیدا ہوتا ہے لہذا ایمان کے ساتھ ان شاء اللہ کہنا درست نہیں۔

سعادت اور بدبختی میں تبدیلی:۔

جو شخص مومن ہے وہ سعید (خوش بخت) ہے اور کافر شخص (بد بخت) ہے اور یہ سعادت وشقاوت بدل بھی سکتی ہے مثلاً کوئی مومن ہے جو خوش بخت ہے (معاذ اللہ) مرتد

(معاذ اللہ) ہو جائے تو وہ بد بخت ہو جائے گا۔ اور کوئی کافر ایمان لے آئے تو سعید ہو جائے گا۔

نوٹ:۔ سعادت اور شقاوت بندے کی صفت ہے اور وہ بدل سکتی ہے جبکہ اسعاد (خوش بخت بنانا) اور اشقاء (بد بخت بنانا) اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور ان میں تبدیلی نہیں آتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات تبدیل نہیں ہوتیں کیونکہ قدیم حادث کا محل نہیں ہو سکتا اور تبدیلی حادث ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفات قدیم ہیں۔

رسولوں کی رسالت میں حکمت:۔

لفظ رسالت کا معنی سفارت ہے اور رسول اللہ تعالیٰ اور اس کی عقل اور شعور والی مخلوق کے درمیان سفیر اور واسطہ ہوتا ہے اور وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی کے بارے میں وحی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے آتا ہے اور ان انبیاء اور رسل کے تشریف لانے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے اور وہ حکمت یہ ہے کہ رسول اپنی امتوں کو نیک اعمال پر جنت کی خوشخبری دیں اور برے اعمال پر جہنم کا خوف دلائیں کیونکہ ان باتوں کا علم عقل کے ذریعہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ نبی نہ بتائے اسی طرح وہ لوگوں کے سامنے ان امور کو واضح کرتے ہیں جن کی لوگوں کو دنیا اور آخرت کے بارے میں حاجت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ بشر کی طرف بشر کو رسول بنا کر بھیجا گیا جنس کا جنس سے استفادہ آسان ہوتا ہے۔

معجزات انبیاء علیہم السلام:۔

اللہ تعالیٰ معجزات کے ذریعے انبیاء کرام علیہم السلام کی تائید فرماتا ہے معجزات، معجزہ کی جمع ہے اور معجزہ ایسے کام کو کہتے ہیں جو عام عادت کے خلاف ظاہر ہو اور جب منکرین نبوت تکرار و کارات اختیار کریں تو (سچے) مدعی نبوت کے ہاتھوں معجزہ ظاہر ہوتا ہے اور منکرین اس کے مقابلہ سے عاجز ہو جاتے ہیں معجزہ کے ذریعہ سچے اور جھوٹے نبی میں

فرق ہو جاتا ہے)۔

(انبیاء کرام کی تعداد اور پہلے اور آخری نبی:۔

سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ ہیں علماء فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کی نبوت کتاب اللہ سنت اور اجماع سے ثابت ہے کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا اور منع کیا گیا۔ جیسے

اسکن انت وزوجک الجنۃ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ

(سورۃ البقرہ:۳۵)

اے آدم آپ اور آپ کی بیوی جنت میں رہیں اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ۔ جنت میں رہنے کا امر اور درخت کے قریب جانے کی نہی ہے اور یہ بات قطعی ہے کہ آپ کے زمانے میں کوئی اور نبی نہ تھا جس کے واسطے سے آپ کو حکم ہوتا معلوم ہوا کہ آپ کو یہ حکم وحی کے ذریعہ ہوا جو آپ کی نبوت کی دلیل ہے نبی اکرم ﷺ کی نبوت کا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا اور آپ کے ہاتھوں معجزات بھی ظاہر ہوئے اور آپ کے معجزات تمام انبیاء کرام کے معجزات سے زیادہ ہیں اس میں قرآن مجید اور معراج کا واقعہ بھی شامل ہے آپ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کو تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا نیز آپ کی نبوت اہل عرب کیساتھ خاص نہیں حضرت عیسیٰ علیہم السلام آخری زمانے میں اتریں گے اور وہ بھی آپ کی شریعت پر عمل کریں گے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد بعض احادیث میں مروی ہے سرکار دو عالم سے انبیاء کرام کی تعداد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ایک روایت میں دو لاکھ چوبیس ہزار کا ذکر ہے لیکن بہتر بات یہ ہے کہ تعداد کا ذکر نہ کیا جائے بلکہ یوں کہا جائے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار وغیرہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں اور اس پر مجھے فخر نہیں"
اور اس میں آدم علیہ السلام بھی داخل ہیں۔

فرشتے:۔

فرشتے اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق ہیں جو اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ارشاد خداوندی ہے:

وھم بامرہ یعملون (الانبیاء:۲۷)

اور وہ اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

فرشتے نہ ہی مذکر ہیں اور نہ مؤنث یہ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں بت پرستوں کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے شیطان جو اپنے رب کا نافرمان ہے وہ فرشتہ نہیں بلکہ جن تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کان من الجن ففسق عن امر ربہ (الکہف:۵۰)

وہ جن تھا اپنے رب کا نافرمان ہوگیا ہاروت، ماروت فرشتے تھے لیکن نہ تو ان سے کفر صادر ہوا اور نہ ہی گناہ کبیرہ، لہٰذا فرشتے گناہ سے معصوم ہیں۔

آسمانی کتب:۔

اللہ تعالیٰ نے کچھ کتابیں اپنے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل فرمائیں ان کو آسمانی کتب بھی کہا جاتا ہے اور الہامی بھی، اللہ تعالیٰ نے ان میں امر، نہی، وعدہ اور وعید کا بیان فرمایا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے ان میں سب سے افضل قرآن مجید ہے پھر زبور، تورات اور انجیل ہیں بعض سورتیں دوسری سورتوں سے اس لئے افضل ہیں کہ ان میں نفع زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کی وجہ سے سب برابر

حفاظت کی

قرآن مجید کی وجہ سے گزشتہ کتابوں کی تلاوت، کتابت اور بعض احکام منسوخ ہو گئے۔

معراج النبی ﷺ:۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ سفر معراج ہے۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو بیداری میں جسمانی طور پر پہلے سات آسمانوں اور پھر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا معراج کرایا اور یہ واقعہ مشہور احادیث سے ثابت ہے اس کا منکر بدعتی ہے چونکہ یہ معجزہ ہے اور معجزہ عقل میں نہیں آتا اس لئے بہت سے لوگوں نے اس پر اعتراض کیا لیکن جب یہ قرآن مجید اور حدیث سے ثابت ہے اور معجزہ ہے تو اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

مسجد حرام سے بیت المقدس تک کا سفر قطعی ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے **سبحن الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ** (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱) وہ ذات پاک ہے جس نے رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے بندہ خاص کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کروائی۔

زمین سے آسمان تک مشہور حدیث اور آسمان سے جنت تک یا عرش تک خبر واحد سے ثابت ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کو دل کی آنکھ سے دیکھا ظاہری آنکھ سے نہیں۔

کرامات اولیاء حق ہیں:۔

ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو ممکن حد تک اللہ تعالیٰ کی پہچان رکھتا ہے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے لذتوں اور خواہشات میں گھر جانے سے اعراض کرتا ہے

کرامت ایک عمل ہے جو عام عادت کے خلاف ہوتا ہے اور اس میں نبوت کا دعویٰ بھی نہیں ہوتا۔ اسی طرح اگر ایسا شخص جو مومن نہ ہو اور نہ ہی اس کے اعمال اچھے ہوں تو اس سے خلاف عادت ظاہر ہونے والا کام کرامت نہیں بلکہ استدراج ہوگا یعنی مکر و فریب اور جس خلاف عادت کام میں نبوت کا دعویٰ شامل ہو وہ معجزہ ہوتا ہے

کرامت کے حق ہونے پر دلیل صحابہ کرام اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں صوفیا کرام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہونے والے واقعات ہیں۔

حضرت مریم علیہا السلام کے پاس پکا ہوا کھانا آنا اور اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی آصف بن برخیا کا بلقیس کا تخت لانا وغیرہ کرامت کے ثبوت پر واضح دلائل ہیں۔ ولی سے جب ایسے امور ثابت ہوتے ہیں جو عام طور پر نہیں ہوتے تو وہ کرامت ہیں اور کرامت کی کئی شکلیں ہیں

تھوڑی مدت میں زیادہ مسافت طے کرنا جیسے آصف برخیا کا واقعہ، ضرورت کے وقت پانی اور لباس کا حاصل ہونا جیسا کہ حضرت مریم علیہا السلام کا واقعہ اسی طرح پانی پر چلنا ہوا میں اڑنا جیسے حضرت جعفر بن ابی طالب اور لقمان سرخسی کے بارے میں ہے پتھروں اور بے زبان جانوروں کا کلام کرنا مثلاً اصحاب کہف کے کتے کا کلام کرنا اسی طرح کے کئی واقعات ہیں۔

بلاؤں کا ٹلنا دشمن کی ہلاکت وغیرہ معتزلہ اس بات کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر اولیاء کرام سے خوارق عادات (عادت کے خلاف) کام ظاہر ہو جائے تو معجزہ مشتبہ ہو جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتا ہے کیونکہ کرامت اس کی ولایت کی دلیل ہے اور ولی وہی شخص ہوتا ہے جو اپنے رسول پر ایمان لاتا ہے اور اس کی اطاعت کرتا ہے۔

انبیاء کے بعد سب سے افضل بشر کون ہے؟

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد سب سے افضل انسان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ آپ نے کسی تردد کے بغیر حضور علیہ السلام کی نبوت اور معراج کی تصدیق کی پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اپنے فیصلوں میں حق اور باطل کی درمیان تفریق کی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں جن کے نکاح میں حضور علیہ السلام کی دو صاجزادیاں (حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما) آئیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اس کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کرتا۔

ان کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ ہے اور آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ فضیلت کی اسی ترتیب سے خلافت کی بھی ترتیب ہے حضور علیہ السلام کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان غنی ہیں اور پھر حضرت علی المرتضیٰ ہیں (رضی اللہ عنہم)۔

خلافت تیس سال ہے:۔

رسول اکرم ﷺ کے بعد خلافت تیس سال رہی اس کے بعد حکومت اور امارت رہی (یعنی بادشاہ اور امیر رہے) کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم یصیر بعدها ملکاً عضوضاً.

میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی اس کے بعد کاٹنے والی بادشاہت ہوگی لہذا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے بعد کے لوگ خلفاء نہیں تھے بلکہ ملوک (بادشاہ) اور امراء

تھے۔

یاد رہے کہ یہاں خلافت سے خلافت کاملہ مراد ہے ورنہ عباسی خلفاء کی خلافت رہی اور حضرت عمر بن عبد العزیز بھی خلیفہ تھے۔

امامت اور اس کے متعلق امور:۔

امام سے مراد حکمران ہے اور مسلمانوں کیلئے امام کا ہونا ضروری ہے جو ان کے لئے احکام جاری کرے، حدود نافذ کرے اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرے، لشکر تیار کرے ان سے زکوۃ وغیرہ وصول کرے غلبہ پانے والوں، ڈاکوؤں وغیرہ کو کنٹرول کرے جمعہ اور عیدوں کی نماز قائم کرے بندوں میں پیدا ہونے والے جھگڑوں کو ختم کرے حقوق کے بارے میں گواہیاں قبول کرے ایسے بچے جن کے ولی نہ ہوں ان کی شادی کا انتظام کرے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔ مال غنیمت تقسیم کرے۔

امامت کے لئے پانچ شرائط ہیں اسلام، آزادی، عقل، بلوغت اور عدالت (فاسق نہ ہونا) جس میں یہ شرائط پائی جاتی ہیں وہ امام حق ہے۔

امام ظاہر ہو پوشیدہ نہ ہو:۔

امام (حکمران) کے لئے ضروری ہے کہ وہ ظاہر ہو پوشیدہ نہ ہو اور نہ ہی اس کے دنیا میں ظاہر ہونے کا انتظار ہو اس میں شیعہ حضرات کا رد ہے بالخصوص امامیہ شیعہ وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد امامت کے منصب پر یہ لوگ فائز ہوئے حضرت علی، پھر حضرت امام حسن، پھر حضرت امام حسین پھر ان کے بیٹے حضرت زین العابدین پھر ان کے بیٹے حضرت محمد باقر پھر ان کے بیٹے حضرت جعفر صادق پھر ان کے بیٹے حضرت موسیٰ کاظم پھر ان کے بیٹے حضرت علی رضا پھر ان کے بیٹے محمد تقی پھر ان کے بیٹے علی نقی پھر ان کے بیٹے

زیادہ ہو جاتا ہے حالانکہ وہ علم و عمل کے اعتبار سے دوسروں سے افضل نہیں ہوتا۔

۵) امام کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ ولایت مطلقہ کاملہ کا اہل ہو یعنی مسلمان، آزاد، عاقل اور بالغ ہو کیونکہ کافر مسلمانوں پر ولایت نہیں رکھتا غلام اپنے مولیٰ کے کاموں میں مصروف ہونے کی ساتھ ساتھ لوگوں کی نظروں میں حقیر سمجھا جاتا ہے عورتیں (عمومی طور پر) ناقص العقل ہوتی ہیں بچہ اور مجنون حکومتی امور نہیں چلا سکتے۔

۶) سیاستدان ہو یعنی اپنے رائے کی قوت اور فکر اور دبدبہ و شوکت کی وجہ سے مسلمانوں کے معاملات میں تصرف کا مالک ہو۔

۷) علم، عدل اور شجاعت وغیرہ کا مالک ہو تاکہ احکام نافذ کر سکے دار الاسلام کی حدود کا بھی تحفظ کر سکے اور مظلوم کو ظالم سے انصاف دلا سکے۔

امام کی معزولی:۔

اگر امام فاسق اور ظالم ہو تو اس وجہ سے وہ معزول نہیں ہوگا کیونکہ خلفاء راشدین کے بعد ظالم امراء آئے اور اکابر علماء و مشائخ ان کے پیچھے جمعہ اور عیدوں کی نمازیں پڑھتے رہے اور ان کے خلاف بغاوت کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

نوٹ:۔ قاضی فاسق ہو جائے تو معزول ہوگا اگر وہ رشوت لیتا ہے تو اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔

امامت نماز:۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

صلوا خلف کل بر وفاجر

ہر نیک اور گناہ گار کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو

صحابہ کرام کے درمیان جو اختلافات ہوئے وہ اجتہادی خطاء کی بنیاد پر ہوئے۔ اگر صحابہ کرام کو گالی دینا اور ان کو طعن کرنا ان باتوں میں سے ہے جو دلائل قطعیہ سے ثابت ہیں تو یہ عمل کفر ہے۔ جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا پر تہمت لگانا ورنہ بدعت اور فسق ہے۔

امام تفتازانی فرماتے ہیں ہمارے اسلاف مجتہدین اور علماء صالحین سے ثابت نہیں کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کو جائز قرار دیا ہو۔ البتہ یزید کے بارے میں اختلاف ہے۔

عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی گواہی:۔

دس صحابہ کرام وہ ہیں جن کے نام لے کر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ جنتی ہیں آپ نے فرمایا **ابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة وعثمان فی الجنة وعلی فی الجنة وطلحة فی الجنة وزبیر فی الجنة وعبد الرحمٰن بن عوف فی الجنة وسعد بن ابی وقاص فی الجنة وسعید بن زید فی الجنة وابو عبیدہ بن جراح فی الجنة** ان کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے تو ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ جنتی ہیں اسی طرح حضرت فاطمۃ الزہراء، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے حضرت خاتون جنت کو جنتی خواتین اور حسنین کریمین (رضی اللہ عنہم) کو جنتی نوجوانوں کا سردار قرار دیا۔

تمام صحابہ کرام کے بارے میں اچھے خیالات اور دوسروں کے مقابلہ میں ان کے لئے زیادہ امید کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔

موزوں پر مسح جائز ہے:۔

موزوں پر مسح سفر اور حضر دونوں میں جائز ہے یہ حدیث (مسح) مشہور سے ثابت ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں مسافر کے لئے تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور رات مقرر کی ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ کرام کو پایا کہ وہ موزوں پر مسح کو جائز قرار دیتے ہیں اس کے علاوہ بھی دلائل ہیں لہذا جو شخص موزوں پر مسح کو جائز نہیں سمجھتا وہ بدعتی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنت اور جماعت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا شیخین (حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت کرو (حضور علیہ السلام کے دو داماد (حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) پر طعن نہ کرو اور موزوں پر مسح کرو۔

کھجور کا نبیذ (جوس) حرام نہیں:۔

جب کھجور یا خشک انگور (کشمش) کا جوس ایسے برتن میں بنایا جائے جو مٹی کا بنا ہوا ہو اور اس میں کچھ تیزی آجائے جس طرح جوس کے پانی میں ہوتی ہے تو ابتدائے اسلام میں یہ اس لئے حرام تھا کہ ان گھڑوں یا برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا لہذا جب تک نشہ نہ دے یہ نبیذ اہل سنت کے نزدیک حرام نہیں رافضیوں کا اختلاف ہے البتہ جب سخت ہو اور نشہ دے تو حرام ہوگا تھوڑا ہو یا زیادہ۔

کوئی ولی کسی نبی کے مقام کو نہیں پا سکتا:۔

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کوئی بھی ولی انبیاء کرام کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ

انبیاء کرام کے کمالات اولیاء حاصل ہوتے ہیں اور وہ گناہوں سے معصوم اور برے خاتمہ سے بے خوف اور فرشتوں کے مشاہدہ کا اعزاز حاصل کرتے ہیں اور ان کو تبلیغ دین کا حکم دیا جاتا ہے بعض کرامیہ فرقہ کا یہ نظریہ ہے کہ ولی نبی سے افضل ہو سکتا ہے یہ کفر اور گمراہی ہے

بندہ اس مقام تک نہیں پہنچتا کہ اس پر احکام ساقط ہو جائیں:۔

کچھ لوگ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ جن کاموں سے روکا گیا ان کا کرنا مباح (جائز) ہے اور اس فرقہ کو اباحتین یا مباحتین کہا جاتا ہے ان کے نزدیک جب بندہ محبت کے انتہائی مقام کو پہنچتا ہے اور اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور وہ منافقت اختیار نہیں کرتا تو اس سے ظاہری عبادات ساقط ہو جاتی ہیں اور اس کی عبادت صرف غور و فکر رہ جاتی ہے یہ عقیدہ کفر اور گمراہی ہے کیونکہ محبت اور ایمان میں سب سے افضل انبیاء کرام بالخصوص اللہ کے حبیب ﷺ ہیں اس کے باوجود وہ ہمیشہ مکلف رہے

لہذا اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ عبادات کا حکم ہمیشہ باقی رہتا ہے کبھی ساقط نہیں ہوتا۔ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد گرامی کہ جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے گناہ نقصان نہیں دیتا اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ گناہوں سے محفوظ کر لیتا ہے

نصوص اپنے ظاہر پر محمول کی جاتی ہیں:۔

نصوص نص کی جمع ہے اور اس سے مراد قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ ہیں تو ان نصوص کو ان کے ظاہر معنی سے پھیرا نہ جائے بلکہ ظاہری معنی مراد لیا جائے البتہ اگر ظاہری معنی سے پھیرنے پر قطعی دلیل ہو تو پھیرا جا سکتا ہے جیسے ایسی آیات جن سے بظاہر اللہ تعالیٰ کا جسم ثابت ہو یا کوئی جہت مثلاً

ید اللہ فوق ایدیھم (الفتح:۱۰)

چونکہ اللہ تعالیٰ ہاتھ سے پاک ہے۔ لہذا ظاہری معنی مراد نہیں ہوگا اسی طرح کی کئی آیات و احادیث ہیں۔

باطنیہ فرقہ جو نصوص کو ظاہر سے باطن کی طرف پھیرتے ہیں وہ ملحد (بے دین) ہیں۔

نصوص کو رد کرنا کفر ہے:-

اس کا مطلب یہ ہے کہ جن احکام پر نصوص قطعیہ دلالت کرتی ہیں ان کا انکار جیسے جسموں کا قیامت کے دن اٹھنا وغیرہ کا انکار کفر ہے۔

نصوص اور شریعت کا مذاق کفر ہے:-

جب کوئی شخص آیات، احادیث اور شریعت اسلامیہ کا مذاق اڑاتا ہے تو اس کی یہ حرکت جھٹلانے کی علامات میں سے ہے لہذا وہ کافر ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو شخص حرام کو حلال سمجھے اور اس چیز کی حرمت ذاتی ہو اور دلیل قطعی سے ثابت ہو تو ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے اسی طرح شریعت کا مذاق اڑانا بھی کفر ہے (تفصیل شرح عقائد میں ملاحظہ کیجئے)

اللہ تعالیٰ سے ناامید ہونا کفر ہے:-

مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھتا اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہے گویا مومن کا ایمان امید اور خوف کے درمیان ہوتا ہے نہ وہ ناامید ہوتا ہے اور نہ بے خوف۔ قرآن مجید میں ہے:

لا ییئس من روح الله الا القوم الکافرون (یوسف:۸۷)

"اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر ناامید ہوتے ہیں۔"

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

لا یامن من مکر اللہ الا القوم الخاسرون (الاعراف: ۹۹)

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے صرف نقصان اٹھانے والے لوگ ہی بے خوف ہوتے ہیں

۱۶۔ کاہن اور نجومی کی تصدیق کفر ہے:۔

کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبریں دیتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس کو اسرار اور غیب کا علم ہے تو اس کی تصدیق کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا

من اتی کاھنا فصدقه فقد یقول بما کفر بما انزل اللہ علی محمد ﷺ

جو شخص کاہن کے پاس جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے اس نے اس چیز کا انکار کیا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی۔

معدوم شے نہیں:۔

محققین کہتے ہیں کہ شے وہ ہوتی ہے جس کو وجود اور ثبوت لازم ہو یعنی ضروری ہے کہ وہ موجود اور ثابت ہو اور عدم نفی کا مترادف ہے یعنی وجود کی نفی لہذا معدوم وہ ہے جو موجود یا ثابت نہیں پس وہ شے نہیں معتزلہ کہتے ہیں کہ معدوم ممکن ہے اور خارج میں ثابت ہے

زندہ کی دعا اور صدقہ سے فوت شدہ کو فائدہ پہنچتا ہے:۔

اہل سنت کے نزدیک جب زندہ لوگ فوت شدہ کے لئے دعا مانگتے اور ان کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں تو اس سے فوت شدہ کو فائدہ پہنچتا ہے اس کی مثال نماز جنازہ

ہے اور کئی احادیث سے ثابت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مامن میت تصلی علیه امة من المسلمین یبلغون مائة کلهم یستشفعون الا شفعوا فیه

جب مسلمانوں کی ایک جماعت جس کی تعداد ایک سو کو پہنچے کسی میت کی نماز جنازہ پڑھیں اور وہ سب اس کی شفاعت کریں تو ان کی شفاعت اس کے بارے میں قبول ہوتی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سا صدقہ افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کنواں کھدواؤ اور کہو کہ یہ ام سعد کے ایصال ثواب کیلئے ہے۔

معتزلہ اس بات کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں قضاء میں تبدیلی نہیں ہوتی اور ہر شخص کو اس کے اپنے عمل کا بدلہ ملے گا دوسروں کے عمل کا نہیں۔ مندرجہ بالا احادیث ان کا رد کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ دعاؤں کو قبول کرتا اور حاجات کو پورا کرتا ہے:۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

ادعونی استجب لکم۔

مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا

یستجاب الدعاء للعبد مالم یدع باثم او قطیعة رحم مالم یستعجل۔

بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ ہو اور جب تک جلدی نہ کرے اس کے علاوہ کئی احادیث ہیں کافروں کی دعا کی قبولیت میں مشائخ کا

اختلاف ہے جمہور علماء فرماتے ہیں قبول نہیں ہوتی کیونکہ ارشاد خداوندی ہے:

وما دعاء الکٰفرین الا فی ضلال

اور کفار کی دعا باطل ہے

حدیث شریف میں جو آتا ہے کہ مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اگرچہ وہ کافر ہو تو اس سے مراد کفران نعمت یعنی ناشکری ہے بعض حضرات نے اسے جائز قرار دیا جس طرح شیطان کی دعا قبول ہوئی اور اسے مہلت دی گئی اور اسی پر فتویٰ ہے) *

* (حضور علیہ السلام کی غیبی خبریں حق ہیں:۔

سرکار دو عالم ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بتائیں کہ دجال نکلے گا دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج نکلیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور اس کے علاوہ علامات آپ نے بتائیں ہیں اور یہ حق اور ثابت ہیں کیونکہ یہ امور ممکن ہیں اور حضور علیہ السلام نے ان کی خبر دی ہے۔

مجتہد سے کبھی خطاء ہوتی ہے اور کبھی درست اجتہاد ہوتا ہے:۔

اہل حق کے نزدیک مجتہد جب اجتہاد کرتا ہے تو کبھی وہ غلطی کر جاتا ہے اور کبھی اس کا اجتہاد درست ہوتا ہے بعض اشاعرہ اور معتزلہ کے نزدیک مجتہد کا اجتہاد درست ہو یا اس میں خطا ہو وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا

ان اصبت فلک عشر حسنات وان اخطأت فلک حسنۃ واحدۃ

اگر تمہارا اجتہاد صحیح ہے تو تمہارے لئے دس نیکیاں ہیں اور اگر تم سے خطاء ہوئی تو تمہارے لئے ایک نیکی ہے۔ (دوسری حدیث میں دس کی بجائے دو کا ذکر ہے)

انسانوں کے رسول فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں:۔

انسانوں اور فرشتوں میں باہمی فضیلت کے اعتبار سے ترتیب اس طرح ہے۔

فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں اور فرشتوں کے رسول انسانوں کے رسول فرشتوں سے افضل ہیں۔ عام انسان عام فرشتوں سے افضل ہیں اور عام انسانوں کو عام انسانوں کے رسولوں کی افضلیت قطعی اور ضروری ہے اور عام انسانوں کو عام فرشتوں پر فضیلت کی ایک وجہ یہ ہے کہ فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ادنیٰ کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اعلیٰ کو سجدہ کرے دوسری وجہ یہ ہے کہ ارشاد خداوندی ہے:

وعلم آدم الاسماء کلھا۔

اور حضرت آدم کو تمام نام سکھائے اس سے مقصود فرشتوں پر آپ کی فضیلت کا اظہار ہے۔ تیسری وجہ ارشاد خداوندی ہے:

ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابرھیم وآل عمران علی العلمین۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام حضرت نوح آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں پر چن لیا۔

اور عالمین میں فرشتے بھی داخل ہیں معتزلہ اور بعض اشاعرہ فرشتوں کو انسانوں پر فضیلت دیتے ہیں ان کے دلائل اور جوابات شرح عقائد میں ملاحظہ فرمائیں۔

الحمد للہ آج مورخہ ٦ رجب المرجب ١٤٣٤ھ بمطابق 17 مئی 2013 بروز جمعۃ المبارک کو عقائد نسفی کا ترجمہ اور مختصر شرح پایہ تکمیل کو پہنچی۔

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازھری

خادم الحدیث

جامعہ ہجویریہ دربار عالیہ داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوالات و جوابات

سوال: حقائق اشیاء سے کیا مراد ہے؟

جواب: کسی چیز کی وہ حقیقت چیزیں ہیں جن کے ساتھ اس کا تعارف اور تعریف کی جاتی ہے جیسے انسان کے بارے میں پوچھا جائے کہ ما ھو (وہ کیا ہے) تو کہا جاتا ہے حیوان ناطق تو انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے۔

سوال: مخلوق کے علم کے کتنے اور کون کونسے اسباب ہیں؟

جواب: مخلوق کے لیے علم کے تین اسباب ہیں۔ (۱) سلامت حواس (۲) خبر صادق (۳) عقل

سوال: حواس کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: حواس پانچ ہیں۔ (۱) سننے کی حس۔ (۲) دیکھنے کی حس۔ (۳) سونگھنے کی حس (۴) چکھنے کی حس اور (۵) چھونے کی حس

اور ہر حس کو جس مقصد کے لیے بنایا وہ وہی کام کرتی ہے۔

سوال: خبر صادق کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں؟

جواب: (۱) خبر متواتر۔ (۲) سچے رسول کی خبر جس کی تائید معجزہ سے کی گئی۔

سوال: خبر متواتر کی وضاحت کریں نیز اس سے کون کونسا علم حاصل ہوتا ہے؟

جواب: جب اتنے لوگ خبر دیں جن کا جھوٹ پر اتفاق تصور نہ کیا جا سکے تو وہ خبر متواتر ہے اور اس خبر سے علم ضروری یعنی یقینی علم حاصل ہوتا ہے۔

سوال: خبر رسول سے کونسا علم حاصل ہوتا ہے؟

جواب: رسول علیہ السلام کی خبر سے علم استدلالی حاصل ہوتا ہے۔ لیکن یقینی ہونے میں علم

جواب: عالم کو وجود میں لانے والی ذات اللہ ہے اسے محدث کہتے ہیں۔

وہ ایک ہے قدیم ہے زندہ ہے قادر ہے سننے والا جاننے والا دیکھنے والا چاہنے والا ارادہ کرنے والا ہے۔ وہ جوہر نہیں اس کی صورت نہیں وہ کسی حد میں اور مقدار میں نہیں اس کا بعض نہیں جز نہیں اس کی کوئی انتہا نہیں وہ ماہیت اور کیفیت سے موصوف نہیں۔ مکان اور زمانہ سے پاک ہے کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور نہ ہی کوئی چیز اس کے علم اور قدرت سے باہر ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفات کیسی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا عین ہیں اور نہ ہی اس کا غیر۔

سوال: صفات ازلی کون کونسی ہیں؟

جواب: صفات ازلی، علم، قدرت، حیات، قوت، سمع، بصر، ارادہ، مشیت، فعل، تخلیق (پیدا کرنا) ترزیق (رزق دینا) اور کلام ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا کلام کیسا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ ایسے کلام کے ساتھ متکلم ہے جو اس کی ازلی صفت ہے اس میں حروف اور آوازیں نہیں اور وہ ایسی صفت ہے جس میں سکوت (خاموشی) نہیں نہ ہی اس میں کوئی آفت آ سکتی ہے جس طرح بندوں کی آواز بعض اوقات بند ہو جاتی ہے۔ یا بندہ خاموش ہوتا ہے پھر دوبارہ کلام کرتا ہے اسی کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ خبر دیتا، حکم دیتا اور منع کرتا ہے۔

سوال: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس کی صفت کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) کلام نفسی۔ (۲) کلام لفظی۔

حادث کی
کلام نفسی مخلوق نہیں کلام لفظی یعنی الفاظ وغیرہ مخلوق ہیں۔ قرآن مجید زبانوں
سے پڑھا جاتا ہے سینوں میں محفوظ ہوتا ہے جزدوں میں لکھا جاتا ہے کانوں سے سنا جاتا
ہے لیکن ان سب میں حلول نہیں کرتا (داخل نہیں ہوتا)

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین کا کیا مطلب ہے؟ وضاحت کریں؟
جواب: تکوین کا معنی پیدا کرنا ہے اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کائنات اور
اس کے تمام اجزاء کو اس وقت پیدا کرتا ہے جو وقت اللہ کے علم میں ہے اور جب وہ ارادہ کرتا
ہے اور خود اللہ تعالیٰ مکوّن (پیدا کی ہوئی چیز) کا غیر ہے۔
ارادہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفت ازلیہ ہے اور اس کے ساتھ قائم ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کو دیکھنا عقلاً جائز ہے؟
جواب: عقل کے مطابق اللہ تعالیٰ کو دیکھنا جائز ہے اور نقلی دلائل کے مطابق ثابت ہے۔

قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی لیکن کسی
جگہ اور جہت (مثلاً سامنے) سے پاک ہے اسی طرح اس کا دیکھنا یوں نہیں ہوگا کہ دیکھنے
والے کی آنکھ سے شعاعیں نکل کر اس تک پہنچیں یا دیکھنے والے اور اس کی درمیان کوئی
فاصلہ ہو جس طرح ہم ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں تو درمیان میں فاصلہ ہوتا ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ تمام افعال کا خالق ہے یا کیا صورت ہے؟
جواب: اللہ تعالیٰ تمام افعال مثلاً ایمان، کفر، اطاعت، نافرمانی کا خالق ہے اور یہ سب کچھ
اس کے ارادے، چاہت، حکم، فیصلے اور تقدیر کے مطابق ہوتا ہے۔ اور بندہ اس کا کسب
کرنے والا ہے معتزلہ بندوں کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہیں اور یہ غلط ہے۔

سوال: اس کا مطلب یہ ہوا کہ بندے کا اپنے افعال میں کوئی دخل نہیں ہوتا؟

جواب: جی نہیں بلکہ بندہ مختار ہے اور اپنے اختیارات سے عمل کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسے نیک اعمال پر ثواب ملتا ہے اور گناہوں پر عذاب، مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار سے فعل کرتا ہے اور اس فعل کا خالق اللہ تعالیٰ ہے بندے سے جو اچھے کام صادر ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور برے کاموں پر ناراض ہوتا ہے۔

سوال: اعمال کی طاقت فعل کے ساتھ ہوتی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس سے مراد وہ طاقت ہے جس کے ذریعے فعل ادا ہوتا ہے۔ فعل کے اسباب آلات جن کے ذریعے فعل ادا ہوتا ہے اور جوارح اعضاء کی سلامتی کو استطاعت کہا جاتا ہے۔ جب آدمی کو یہ استطاعت حاصل ہو تو وہ مکلف ہو جاتا ہے جیسے حج کی استطاعت اس وقت ضرورت ہے جب حج کرنے لگے۔ کوئی شخص پہلے سے کھڑا ہو سکتا تھا نماز کے وقت کھڑا نہیں ہو سکتا تو اس پر قیام فرض نہ ہوگا اسی طرح جو کام انسان کی طاقت میں نہ ہو وہ اس پر فرض نہیں ہوتا اور اللہ رحمن و رحیم اسے اس کا مکلف نہیں بناتا مثلاً کوئی شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس پر روزہ لازم نہیں جیسے بہت بوڑھا شخص جو روزہ نہیں رکھ سکتا وہ فدیہ دے گا۔

سوال: جس شخص کو مار پڑے اسے جو تکلیف محسوس ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: انسان عمل کرتا ہے اور اس عمل کی تاثیر ہوتی ہے جیسے مارنے والا مارتا ہے تو مار کا درد محسوس ہوتا ہے شیشہ توڑنے والا توڑتا ہے اور وہ ٹوٹ جاتا ہے تو جس طرح مارنا یا توڑنا بندے کا کسب ہے لیکن یہ فعل اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اسی طرح اس کا اثر مثلاً درد محسوس کرنا یا شیشے کا ٹوٹنا بھی اللہ کے مخلوق ہے (یعنی وہی اس تاثیر کو پیدا کرتا ہے تخلیق میں بندے کا دخل نہیں ہوتا)

سوال: مقتول اپنی اجل پر مرتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ ایک ہی ہے
بعض لوگ کہتے ہیں اگر یہ قتل نہ ہوتا تو نہ مرتا ان کا رد کرتے ہوئے بتایا گیا کہ وہ قتل نہ بھی
ہوتا تو اسی وقت مرتا کیونکہ موت کا ایک ہی وقت ہے مرنے کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں۔

سوال: حرام بھی رزق ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: اس میں معتزلہ کا رد ہے وہ کہتے ہیں کہ رزق صرف وہی ہے جو حلال ہے حرام رزق
نہیں تو بتایا گیا کہ رزق حلال طریقے سے حاصل کرے یا حرام طریقے سے وہ رزق ہی ہوتا
ہے کیونکہ رزق عطا کا نام ہے اور بندہ جو کچھ کھاتا پیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا
ہے لہٰذا دونوں صورتوں میں رزق ہے۔

سوال: کیا ایسا بھی ہوتا ہے کہ فوت ہونے والا اپنے حصے کا رزق چھوڑ جائے یا دنیا میں کوئی
اور اس کا رزق کھائے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے جس کا جو رزق مقرر کیا وہ اسے ختم کر کے جاتا ہے چاہے وہ کم عمری میں
فوت ہو یا بڑھاپے میں اسی طرح جو شخص بھی کھاتا ہے اپنے حصے کا رزق ہی کھاتا ہے۔

اس میں یہ درس دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں جو لکھا ہے وہ ضرور ملے
گا لہٰذا اسے حلال طریقے سے کھانا چاہیے حرام کا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

سوال: اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اور گمراہی میں بھی وہی مبتلا کرتا ہے تو پھر نبی اور قرآن کیسے
ہادی ہوئے؟

جواب: ہدایت کی دو صورتیں ہیں ایک صورت راستہ دکھانا اور دوسرا منزل تک پہنچانا۔ رسول
علماء، صوفیاء اور قرآن مجید وغیرہ راستہ دکھاتے ہیں اور منزل تک اللہ پہنچاتا ہے۔ نیز
پیر اور شیخ بھی یہ ہدایت کا راستہ دکھاتے ہیں۔

اسی طرح شیطان اور نفس گمراہی کا سبب ہیں اور ہدایت و گمراہی کی تخلیق اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے۔

سوال: انسان کے لئے جو بہتر ہے وہ اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے اس کی وضاحت کیجئے؟

جواب: معتزلہ کہتے ہیں کہ انسان کے حق میں جو چیز بہتر ہو اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ وہ انسان کو عطا کرے اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی واجب (لازم) نہیں وہ جو کچھ عطا کرتا ہے یہ اس کا فضل اور احسان ہوتا ہے۔

سوال: قبر کے حوالے سے اہل سنت کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو دو فرشتے جن کو منکر اور نکیر کہتے ہیں اس سے تین سوال کرتے ہیں۔

(۱) تیرا رب کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) تو اس ذات (حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کی وہ زیارت کرتا ہے) کے بارے میں کیا کہتا تھا مسلمان صحیح جواب دیتا ہے کافر اور منافق جواب نہیں دے سکتا دوسری بات یہ ہے کہ اطاعت گزار مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ قبر میں نعمتیں عطا فرماتا ہے جن کا علم صرف اسی ذات کو ہے۔

تیسری بات یہ کہ کفار اور بعض گناہ گاروں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے یہ سب باتیں قرآن وسنت کے دلائل (دلائل سمعی) سے ثابت ہیں۔

سوال: بعث، وزن، کتاب، سوال، حوض اور صراط حق ہیں اس کی وضاحت کیجئے؟

جواب: بعث کا مطلب قیامت کے دن قبروں سے نکل کر میدان محشر کی طرف جانا ہے وزن سے مراد اعمال کا وزن کرنا ہے کتاب سے مراد نامہ اعمال ہے جو دنیا میں فرشتے لکھتے رہے حوض سے مراد حوض کوثر ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حوض قرار دیا جس سے آپ اپنے غلاموں کو جام پلائیں گے۔

صراط سے مراد وہ پل ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا اور تمام لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے مومن ہوا اور تیز سوار کی طرح گزر جائیں گے اور کافر اس سے جہنم میں گر جائیں گے۔

سوال: جنت اور دوزخ کے بارے میں وضاحت کریں اور بتائیں کہ کیا یہ پیدا ہو چکے ہیں؟

جواب: قیامت کے دن سوال و جواب اور اعمال کے وزن کے بعد مومن جس مقام میں جائے گا وہ جنت ہے (اہل ایمان کی ہے) اور کافر جس جگہ جائے گا اسے جہنم کہا جاتا ہے مومن جنت میں اور کافر جہنم میں ہمیشہ رہے گا۔ جنت اور دوزخ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیا ہے اور اس وقت موجود ہیں۔ نیز جنت اور دوزخ کے لیے فنا نہیں اسی طرح جنتی اور دوزخی بھی فنا نہیں ہوں گے ہمیشہ باقی رہیں گے۔

سوال: کبیرہ گناہ کسے کہتے ہیں اور کبیرہ گناہ کا مرتکب مسلمان رہتا ہے یا کافر ہو جاتا ہے وضاحت کریں؟

جواب: کبیرہ گناہ کی کئی تعریفیں ہیں ایک یہ ہے کہ جس گناہ کے حرام ہونے پر تمام شریعتیں متفق ہوں وہ کبیرہ ہے اسی طرح صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے بھی وہ کبیرہ ہو جاتا ہے اہل سنت کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب مومن ہی رہتا ہے خوارج کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور معتزلہ کے نزدیک نہ مومن رہتا ہے اور نہ ہی کافر۔

سوال: چند کبیرہ گناہوں کے نام ذکر کریں؟

جواب: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کبیرہ گناہ نو ہیں۔ (۱) شرک (یعنی اس سے کافر ہو جاتا ہے) (۲) ناحق قتل (۳) پاک دامن عورت پر تہمت لگانا۔ (۴) زنا۔ (۵) کفار سے لڑائی کے دوران بھاگ جانا۔ (۶) جادو کرنا۔ (۷) یتیم کا مال کھانا۔ (۸) ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ (۹) حرم شریف میں گناہ کرنا۔

علاوہ ازیں سود کھانا، چوری کرنا اور شراب پینا بھی کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں۔

سوال: کیا صغیرہ گناہ پر عذاب اور کبیرہ گناہ پر معافی ہو سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ تعالیٰ قادر بھی ہے مختار بھی وہ چاہے تو صغیرہ گناہ پر عذاب دے اور کبیرہ گناہ معاف کر دے لیکن اگر حلال کو حرام یا حرام کو حلال سمجھے تو اس کی معافی نہیں ہو گی کیونکہ

ہو جائے گا۔

سوال: شفاعت کسے کہتے ہیں، کون شفاعت کرے گا اور کس کے لیے کرے گا؟

جواب: شفاعت کا معنی سفارش کرنا ہے اور یہ مومنوں کے لیے ہوگی کفار کے لیے نہیں انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگ جیسے علماء، شہداء، موذن وغیرہ قیامت کے دن کبیرہ گناہوں والے لوگوں کے لیے شفاعت کریں۔ اور ان کی شفاعت اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہو گی اس شفاعت کی وجہ سے وہ مومن جو ابتدائی طور پر جہنم میں داخل کیے گئے ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں بھیج دیا جائے گا کیونکہ مسلمان چاہے وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا۔

سوال: ایمان کا لغوی اور اصطلاحی معنی بتائیں؟

جواب: ایمان کا لغوی معنی تصدیق کرنا ہے اور اصطلاح شریعت میں ہر اس چیز کی تصدیق کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لے کر تشریف لائے۔
زبان سے اقرار کرنا اس تصدیق کا اظہار ہے اور اعمال صالحہ اس کی علامات ہیں ایمان صرف دل کی تصدیق کا نام ہے۔

سوال: ایمان اور اسلام ایک ہی ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم جسے مومن کہتے ہیں اسے مسلمان اور جسے مسلمان کہتے ہیں اس کو مومن کہہ سکتے ہیں۔

سوال: ایمان کم یا زیادہ ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: ایمان ایک کیفیت کا نام ہے یہ کم یا زیادہ نہیں ہوتا بلکہ اعمال کم یا زیادہ ہوتے ہیں اس لیے جو شخص زیادہ نیک ہو اس کے بارے میں کہتے ہیں اس کا ایمان زیادہ مضبوط ہے اور بداعمال آدمی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا ایمان کم یا کمزور ہے۔

سوال: ایمان کا دعویٰ کب اور کس طرح صحیح ہے؟

جواب: جب بندہ دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرلے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ میں یقینی طور پر اور سچا مومن ہوں۔ اور یہ کہنا درست نہیں کہ میں "ان شاء اللہ" مومن ہوں" کیونکہ ان شاء اللہ اگرچہ برکت کے لیے استعمال ہوتا ہے لیکن اس میں کسی کام کے ہونے اور نہ ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے اور ایمان کے بارے میں شک نہیں ہونا چاہیے لہذا یوں کہے کہ میں یقینی طور پر مومن ہوں انشاء اللہ نہ کہے۔

سوال: سعادت اور شقاوت بدلتی رہتی ہے اسعاد اور اشقاء میں تبدیلی نہیں ہوتی اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: سعادت کا معنی خوش بختی اور شقاوت کا معنی بدبختی ہے اسعاد کا معنی کسی کو خوش بخت یا خوش نصیب بنانا اور اشقاء کا معنی کسی کو بدنصیب بنانا ہے۔ اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی صفات میں یعنی وہ خوش نصیب بناتا ہے اور بدبخت کرنا بھی اسی کا کام ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات بدلتی نہیں لہذا یہ صفت باقی رہے گی لیکن خوش نصیبی یا بدنصیبی بندے کی صفات ہیں اور بندے کی حالت بدلنے سے بدلتی رہتی ہیں جیسے کوئی شخص کافر تھا تو بدبخت تھا اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ مسلمان ہو گیا تو خوش بخت ہو گیا اسی طرح مسلمان تھا تو خوش بخت تھا مرتد ہو گیا (معاذ اللہ) تو بدبخت ہو گیا لہذا خوش بختی اور بدبختی بدلتی رہتی ہے۔

سوال: رسولوں کو بھیجنے کی کیا حکمت تھی؟

جواب: رسل عظام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے نمائندے بن کر تشریف لائے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کی راہنمائی کریں ان کو جنت کی خوشخبری دیں اگر وہ ایمان لائیں اور نیک کام کریں اور اگر وہ کفر اختیار کریں یا برے اعمال کریں تو جہنم کے عذاب سے ڈرائیں۔

نیز دین اور دنیا کے حوالے سے بندوں کو جن احکام کی ضرورت ہے وہ ان کو واضح طور پر بتائیں۔ رسول اور نبی بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ اور وسیلہ ہوتے ہیں۔

سوال: نبی کو جو معجزہ دیا جاتا ہے معجزہ کسے کہتے ہیں اور یہ کیوں عطا کیا جاتا ہے؟

جواب: وہ کام جو عقل کو عاجز کر دے وہ معجزہ ہے ولی کی کرامت ہوتی ہے جیسے پتھر میں سے اونٹنی نکلنا، عصا کا سانپ ہو جانا وغیرہ۔

معجزہ نبوت کی دلیل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی جھوٹا شخص نبوت کا دعویٰ کر دے تو معجزہ نہیں دکھا سکتا۔ سچے نبی کے ہاتھوں معجزہ ظاہر ہوتا ہے اور اس طرح سچے اور جھوٹے کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے یہی معجزہ کی حکمت ہے۔

سوال: انبیاء کرام کی تعداد کتنی ہے؟ نیز سب سے پہلے نبی کون ہیں اور سب سے آخری نبی کا اسم گرامی کیا ہے؟

جواب: بعض روایات میں انبیاء کرام کی تعداد بیان کی گئی ہے لیکن قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا: ان (رسولوں) میں بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کیا اور بعض کا ذکر نہیں کیا۔

لہٰذا کسی خاص تعداد کی بجائے یوں کہا جائے کہ ہم ان سب رسولوں اور نبیوں پر ایمان لائے جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانی ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اگر ایک لاکھ چوبیس ہزار کہیں تو ساتھ کم و بیش کا لفظ کہیں کیونکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کہیں تو ہو سکتا ہے نبی زیادہ ہوں اور بعض کا انکار ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ کم ہوں تو غیر نبی کو نبی مان لیا گیا اور یہ دونوں صورتیں کفر ہیں۔

سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

سوال: سب سے افضل نبی کون سے ہیں اور کیوں؟

جواب: سب سے افضل نبی ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس کی کئی وجوہات ہیں ایک وجہ آپ کے اپنے ارشادات مبارکہ ہیں آپ نے فرمایا مجھے انبیاء کرام پر چھ باتوں کے ساتھ فضیلت دی گئی۔

مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی میرے لئے غنیمیں حلال کی گئیں میرے لئے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی بنایا گیا مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور مجھے آخری نبی بنایا گیا۔

اس کے علاوہ دیگر کئی احادیث ہیں۔

علاوہ ازیں آپ کو آخری نبی کر بھیجا گیا اور یہ بھی آپ کے افضل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اس طرح آپ کا دین تمام ادیان کا ناسخ ہے اور آپ کا دین منسوخ نہیں۔

آپ کو تمام مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ارسلت الی الخلق کافۃ

مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا۔

اور ارشاد خداوندی ہے:

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین۔

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

سوال: فرشتوں کے بارے میں وضاحت کریں؟

جواب: فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت گزار مخلوق ہیں وہ نوری مخلوق ہے اور وہ مرد یا عورت نہیں ہوتے ان کی خوراک بھی عبادت خداوندی ہے۔ قرآن مجید میں ان کی صفت یوں بیان کی گئی ہے کہ:

لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون۔

وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

سوال: آسمانی کتابوں کے بارے روشنی ڈالیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے چار بڑی کتابیں اور صحیفے (چھوٹی کتابیں) نازل کئے قرآن مجید سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر، تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی۔
ان کتب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام امر اور نہی نازل فرمائے وعدہ اور وعید کا ذکر فرمایا قرآن پاک میں قیامت تک آنے والے مسائل کا حل موجود ہے۔

سوال: معراج کا کیا مطلب ہے قدرے تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: معراج کا ایک واقعہ ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ ہے۔ ہجرت سے پہلے ستائیس رجب کی رات کو آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا آپ کا یہ سفر مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر وہاں سے آسمان کی طرف ہوا تو آسمانوں سے آپ سدرۃ المنتہیٰ اور پھر لامکاں تک تشریف لے گئے۔

آسمانوں پر رسولوں اور نبیوں سے ملاقات کی سدرۃ المنتہیٰ پر فرشتے آپ کے استقبال کے لیے موجود تھے۔

آپ نے پہلے براق اور پھر رفرف پر سواری کی اور اپنی امت کے لیے نماز کا تحفہ لے کر تشریف لائے یہ سفر رات کے تھوڑے سے حصے میں ہوا اور مسجد اقصیٰ میں آپ کو انبیاء ورسل کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔

سوال: کرامات اولیاء حق ہیں اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جس طرح نبی کو معجزہ عطا کیا جاتا اور وہ ایسا کام ہوتا ہے جو عام عادات کے خلاف ہوتا ہے اسی طرح کا عمل جو ولی کے ہاتھوں میں ظاہر ہوتا ہے مثلاً تھوڑے وقت میں زیادہ مسافت طے کرنا، حاجت کے وقت کھانا، پانی، لباس کا موجود ہو جانا پانی پر چلنا ہوا میں اڑنا پتھروں اور جانوروں کا باتیں کرنا وغیرہ وہ کرامت ہے اور ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتا کیونکہ ولی وہی ہوتا ہے جو اپنے رسول کی رسالت کا اقرار کرے اور ان کے نقش قدم پر چلے

سوال: انبیاء کرام کے بعد سب سے افضل انسان کون ہے؟

جواب: تمام انبیاء بالخصوص ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں میں سب

سے افضل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہیں۔

پھر خلافت کی ترتیب سے فضیلت کی ترتیب ہے یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

سوال: خلافت کی کتنی مدت ہے اور اس کے بعد کیا ہے؟

جواب: نبوت کے طریقہ پر خلافت یعنی خلافت علی منہاج النبوت تیس سال ہے پھر ملوکیت (بادشاہی) اور امارت (حکمرانی) ہے۔

بنو امیہ اور بنو عباس کے حکمرانوں کو بھی خلفاء کہا جاتا ہے لیکن وہ خلافت علی منہاج النبوت یعنی خلافت راشدہ نہیں سوائے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اسے خلافت راشدہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ خلافت کا معنی نیابت ہے یعنی کسی کا نائب ہونا اور کسی کے بعد کسی منصب پر فائز ہونا ہے۔

سوال: مسلمانوں کے لیے امام کا ہونا ضروری ہے امام کسے کہتے ہیں اور اس کی ذمہ داری کیا ہے؟

جواب: ہر جماعت کے لیے ایک امیر ہوتا ہے جس کی اطاعت میں اس جماعت کے کام انجام پاتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں پر امام (حکمران) کا ہونا ضروری ہے اور اسکی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ان کے لیے احکام (قانون) نافذ کرے، حدود قائم کرے، صدقات وصول کرے، سرحدوں کی حفاظت، لشکروں کی تیاری، ظالموں ڈاکوؤں اور چوروں کا خاتمہ کرے لوگوں کے درمیان پیدا ہونے والے جھگڑوں کا فیصلہ کرے حق کے حوالے سے گواہیاں قبول کرے جن بچوں اور بچیوں کے ولی نہ ہوں ان کی شادی کا انتظام کرے۔

سوال: امام کیسا ہونا چاہیے اس کے لیے شرائط کیا ہیں؟

جواب: امام ظاہر ہو چھپا ہوا نہ ہو اور نہ اس کا انتظار ہو اور قریش سے ہو لیکن بنو ہاشم کے ساتھ خاص نہیں امام کے لیے معصوم ہونا شرط نہیں یہ بھی نہیں کہ اپنے زمانے کے لوگوں سے افضل ہو۔ البتہ یہ شرط ہے کہ اس کو ولایت مطلقہ (اختیارات) حاصل ہوں سمجھدار ہو احکام نافذ کرنے حدود قائم کرنے مظلوم کو انصاف دلانے پر قادر ہو۔

سوال: کیا امام فاسق ہو جانے کے بعد خود بخود معزول ہو جاتا ہے؟

جواب: اگر امام امامت کے بعد فاسق ہو جائے تو معزول نہیں ہوگا۔

سوال: فاسق کی امامت اور فاسق کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو لہذا فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ امامت کے لیے معصوم ہونا شرط نہیں اسی طرح اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

سوال: صحابہ کرام کے بارے میں کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: صحابہ کرام وہ خوش قسمت حضرات ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اسلام کے ابتدائی دور میں انہوں نے اسلام کی تبلیغ کے لیے مشکلات برداشت کیں اس لیے ان کا ذکر اچھے لفظوں میں ہونا چاہیے اور ان سے محبت کی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کرام کو گالی نہ دو۔

سوال: عشرہ مبشرہ سے کیا مراد ہے اور یہ کون لوگ ہیں؟

جواب: عشرہ کا معنی دس اور مبشرہ جس کو خوشخبری دی گئی یہ دس صحابہ کرام ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد، حضرت سعید اور

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم۔

سوال: موزوں پر مسح کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: موزوں پر مسح فرض واجب نہیں لیکن جائز ہے جب موزے چمڑے وغیرہ کے ہوں جرابوں پر مسح جائز نہیں حدیث شریف میں اس کا ذکر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لئے ایک دن رات مدت مسح ہے۔

سوال: نبیذ تمر سے کیا مراد ہے اور اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: نبیذ جوس کو کہتے ہیں اور تمر کھجور کو کہا جاتا ہے۔ چونکہ دور جاہلیت میں پکے برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی اور ان میں کھجور بھی شامل تھا تو یہ سمجھا گیا کہ اگر اس گھڑے میں کھجور کا جوس بنایا جائے تو وہ حرام ہو جائے گا تو بتایا گیا کہ اگر وہ نبیذ (جوس) نشہ دینے کی حالت تک نہ پہنچے تو وہ حرام نہیں ہوگا یعنی محض برتنوں کی وجہ سے حرام نہیں ہوگا۔

سوال: کیا ولی عبادت کے ذریعے کسی نبی کے مقام تک پہنچ سکتا ہے اور کیا کسی مقام پر پہنچ کر بندہ عبادات سے بے نیاز ہو سکتا ہے؟

جواب: نبوت کا مرتبہ عبادات کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے منتخب بندے اور اس کے نمائندہ ہوتے ہیں لہذا کوئی ولی چاہے کتنی زیادہ عبادت کرے نبی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ انسان کے لیے ایسا کوئی مقام نہیں جہاں پہنچنے کے بعد وہ نماز وغیرہ عبادات سے بے نیاز ہو جائے بلکہ جس قدر مرتبہ بڑھے گا اس کی (نفلی) عبادت میں اضافہ ہوگا۔

سوال: امام نسفی نے نصوص کے بارے میں کیا فرمایا اور نصوص کسے کہتے ہیں؟

جواب: قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کو نصوص (نص کی جمع) کہا جاتا ہے آپ نے بتایا کہ ان نصوص کے وہ معانی مراد ہوں گے جو ظاہر میں ہیں البتہ بعض لوگ جہاں ظاہری معنی

مراد نہیں ہے کہ وہاں تاویل ہوگی جیسے "ید اللہ" اس کا ظاہری معنی اللہ کا ہاتھ ہے اور اللہ تعالیٰ ہاتھ سے پاک ہے یا کرسی کا ذکر ہے تو یہاں ظاہری معنی مراد نہیں ہوگا اس میں باطنی فرقہ کا رد ہے جو کہتے تھے ان نصوص کے معانی پوشیدہ ہیں اور یہ عقیدہ کفر ہے۔

امام نسفی نے فرمایا نصوص کو ظاہری معنی سے پھیرنا الحاد (بے دینی) ہے نصوص کو ٹھکرانا کفر ہے گناہ کو حلال سمجھنا کفر ہے نصوص کی توہین کفر ہے شریعت کا مذاق اڑانا کفر ہے

سوال: امام نسفی نے کچھ اور باتوں کو کفر قرار دیا وضاحت کیجئے؟

جواب: آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ (کی رحمت) سے مایوسی کفر ہے اور اس (کے عذاب) سے بے خوف ہونا بھی کفر ہے اور کاہن جو غیب کی خبریں دیتے ہیں ان کی تصدیق کرنا بھی کفر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کاہن کے پاس جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے اس نے اس چیز کا انکار کیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

سوال: "معدوم شے نہیں" اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: دراصل شے وہ ہے جو موجود ہے اور معدوم اسے کہتے ہیں جس کا وجود نہ ہو لہذا جس کا وجود نہیں وہ معدوم ہے اور اسے شے نہیں کہا جائے گا۔

سوال: زندوں کی دعا سے فوت شدہ لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے اس کی وضاحت کریں؟

جواب: دراصل آدمی کو دو طرح سے فائدہ پہنچتا ہے ایک اپنے اعمال سے اور دوسرا کسی اور کے عمل سے اس کی صورت دعا بھی ہے صدقہ اور خیرات بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے"

اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے (ایصال ثواب) کے لیے کنواں کھدوا کر وقف کر دو چنانچہ اس کنویں کو ام سعد کا کنواں کہا جاتا ہے۔ معتزلہ ایصال ثواب کے منکر ہیں۔

سوال: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی کچھ نشانیاں بتائی ہیں ان کی وضاحت کریں؟

جواب: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی چند نشانیاں بتائی ہیں اہل سنت انہیں حق اور ثابت مانتے ہیں وہ یہ ہیں دجال کا آنا، دابۃ الارض (جانور) کا نکلنا یا جوج ماجوج کا آنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اس کے علاوہ دیگر کئی نشانیاں ہیں۔

سوال: مجتہد کسے کہتے ہیں اور اس کا اجر کیا ہے؟

جواب: وہ عالم دین جو قرآن وسنت کی روشنی میں ایسے مسائل کا حل بتائے جن کے بارے قرآن وسنت خاموش ہیں اسے مجتہد کہتے ہیں۔

چونکہ وہ نیک نیتی سے اجتہاد کرتا ہے اس لئے اگر اس سے خطا بھی ہو جائے تو اسے ایک ثواب ملتا ہے اور اس کا اجتہاد صحیح ہو جائے تو اسے دو گنا اجر ملتا ہے اور مجتہد سے خطا ممکن ہے۔ معتزلہ کا یہ عقیدہ درست نہیں کہ مجتہد سے خطا نہیں ہوتی۔

سوال: انسان اور فرشتوں کے درمیان فضیلت کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: انسانوں کے رسول، فرشتوں کے رسولوں سے افضل ہیں اور فرشتوں کے رسول عام انسانوں سے اور عام انسان، عام فرشتوں سے افضل ہیں کیونکہ انسان کے ساتھ خواہشات، نفس، شیطان وغیرہ رکاوٹیں ہیں فرشتے ان رکاوٹوں سے پاک ہیں لہٰذا ان رکاوٹوں کے باوجود انسان اپنے رب سے تعلق جوڑتا ہے تو اس لحاظ سے وہ عام فرشتوں سے افضل ہے۔

نوٹ فرشتوں کے رسول چار ہیں۔ (۱) حضرت جبرئیل۔ (۲) حضرت اسرافیل۔ (۳) حضرت میکائیل اور (۴) حضرت عزرائیل علیہم السلام

مکتبہ اھلسنت
جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور